مُعاشرتی علُوم

چوتھی جماعت کے لیے



پنجاب ٹیکسٹ بُک بورڈ

لاہور

تیارکردہ : پنجاب ٹیکسٹ بُک بورڈ، لاہور۔
منظُورکردہ: قومی ریویو کمیٹی، وفاقی وزارتِ تعلیم حکومتِ پاکستان۔

مصنّفین :

ڈاکٹر مِس فیروزہ یاسمین ڈاکٹر اظہر حمید

بشیر الدّین ملک قاضی سجاد احمد

مُدیران :

ڈاکٹر مِس فیروزہ یاسمین بشیر الدّین ملک

نگران :

حفصہ جاوید شاہ نواز سبطِ حسن

کاتب : عبدالمتین آرٹ ورک : صادق اقبال

فنّی معاونت و پروسیسنگ : نقوش پریس لاہور

طابع : محمد اویس ولد محمد سعید نقشبندی ناشر : ایم۔جہانگیر اینڈ کمپنی ◉ اُردو بازار ◉ لاہور

مطبع : جمال محمود پرنٹرز، لاہور

مُعاشرتی عُلوم

چوتھی جماعت کے لیے





ناشر

ایم جہانگیر اینڈ کمپنی اُردو بازار لاہور

برائے

پنجاب ٹیکسٹ بُک بورڈ ، لاہور

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صُوبہ پنجاب

ہمارے وطن، پاکستان میں صُوبہ پنجاب، صُوبہ سندھ، صوبہ بلوچستان، شمال مغربی سرحدی صُوبہ اور قبائلی علاقے شامل ہیں۔

محلِ وقوع

صُوبہ پنجاب کے شمال مُشرق میں جموں و کشمیر کا علاقہ ہے۔ شمال مغرب میں صُوبہ سرحد اور مغرب میں صُوبہ بلوچستان ہیں۔ جنوب میں صُوبہ سندھ اور بھارت کا علاقہ ہے۔

سطحِ زمین

زمین کی سطح تین قسم کی ہوتی ہے۔ مَیدان، سطح مرتفع اور پہاڑ۔ سطح کے لحاظ سے پنجاب کے تین حصّے ہیں۔ (1) پہاڑی حصّہ (2) سطح مرتفع پوٹھوہار (3) دریائے سندھ کا میدان۔

اشارات برائے اساتذہ: سبق شروع کرنے سے پہلے درج ذیل تصوّرات واضح کرنا ضروری ہیں:

(i) سکول یا گھر کی شمال سامنے رکھ کر بچّوں کو اطراف مشرق، مغرب اور شمال مغرب، جنوب مشرق وغیرہ سمجھائیں۔

(ii) سمندر سے پہاڑوں تک اُونچائی اور پہاڑوں سے سمندر کی طرف ڈھلان کا تصوّر روزمرّہ زندگی سے مثالیں دے کر سمجھائیں۔

(iii) سطح زمین کیا ہوتی ہے؟ ایک ماڈل بنا کر یا تختہ سیاہ پر خاکہ کھینچ کر بچّوں کو سمجھائیں۔

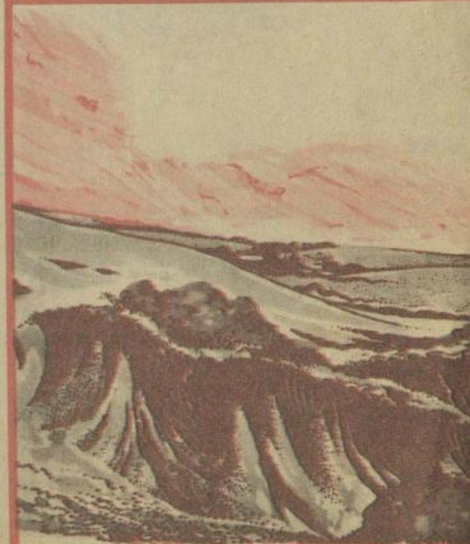
۱- پہاڑی حصّہ :

پتھریلی اور بلند قسم کی زمین پہاڑ کہلاتی ہے - پہاڑ بہت اُونچے اور تیز ڈھلانوں والے علاقے ہوتے ہیں - دو پہاڑوں کے درمیان نشیبی علاقہ وادی کہلاتا ہے - پہاڑی علاقے کو ہم دو حصّوں میں تقسیم کر سکتے ہیں :- (1) شمالی پہاڑی علاقہ - (2) مغربی پہاڑی علاقہ -

(i) **شمالی پہاڑی علاقہ** :- صُوبے کے شمالی حصّے میں ہمالیہ پہاڑ کے کچھ سلسلے ہیں - یہ مری کے پہاڑ کہلاتے ہیں - ان کی بلندی سطح سمندر سے دو سے تین ہزار میٹر ہے - اِن میں سے ضلع راولپنڈی کی تحصیل کہوٹہ کے پہاڑ کم بلند ہیں - لیکن تحصیل مری کے پہاڑ زیادہ بلند ہیں اور وہیں مری کا شہر ہے - اُونچائی کی وجہ سے وہاں گرمیوں میں بھی ٹھنڈ ہوتی ہے - جولائی اور اگست کے مہینوں میں قریباً روزانہ بارش ہو جاتی ہے - سردیوں کے موسم میں وہاں خُوب برف پڑتی ہے - گھروں کی چھتیں، پہاڑوں کی چوٹیاں اور زمین سفید ہو جاتی ہیں -

(ii) **مغربی پہاڑی علاقہ** : صُوبہ پنجاب کے مغرب میں کوہِ سلیمان کا کچھ حصّہ ہے - یہ پہاڑی سلسلہ شمال سے جنوب کی طرف پھیلا ہُوا ہے - ہمارے صُوبے میں ان پہاڑوں کی بلندی ایک ہزار میٹر تک ہے - یہ سب خُشک پہاڑ ہیں - بارش کم ہونے کی وجہ سے یہاں نہ زیادہ درخت ہیں اور نہ ہی زیادہ گھاس -





2 - سطحِ مُرتفع پوٹھوہار :

صُوبہ پنجاب کے شمال مغرب اور کوہِ نمک کے شمال میں سطح مرتفع پوٹھوہار واقع ہے ۔ سطح مرتفع پوٹھوہار میں تین شمالی ضلعے جہلم ، راولپنڈی اور اٹک شامل ہیں ۔ یہاں سطح کی اُونچائی 300 سے 400 میٹر تک ہے ۔

پوٹھوہار کے علاقے میں سطح زمین کہیں تو نرم مٹّی سے بنی ہے اور کہیں سخت پتھریلی چٹانیں ہیں ۔ کہیں چھوٹی پہاڑیاں ہیں اور کہیں پانی کی کاٹ سے کھڈ بن گئے ہیں اور زمین ٹُوٹ پھُوٹ گئی ہے ۔ اِس وجہ سے یہاں کی زمین کاشت کے لیے اچھّی نہیں ہے ، البتّہ یہاں پہاڑی علاقوں میں معدنیات ملتی ہیں ۔

3 - دریائے سندھ کا میدان :

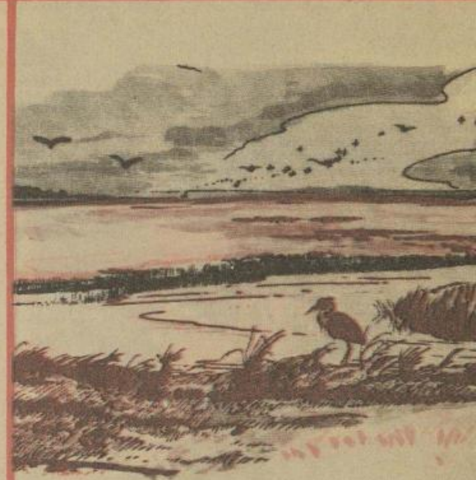
صُوبہ پنجاب کا بڑا حِصّہ ایک ہموار مَیدان ہے ۔ اِس کی ڈھلان بہت ہی کم ہے البتّہ اس میدان کا شمالی حِصّہ جنوبی حِصّے سے کچُھ بلند ہے ۔ پنجاب کا یہ میدان دریائے سندھ اور اِس کے معاون دریاؤں کی لائی ہُوئی نرم مٹّی سے بنا ہے ۔ ہزاروں سال سے دریا اپنے ساتھ یہ مٹّی بہا کر لاتے رہے ہیں ۔ دریا میں سَیلاب آتا ہے تو اِس کا پانی دُور دُور تک پھیل جاتا ہے ۔ اِس پانی میں جو مٹّی ملی ہوتی ہے وہ زمین پر بیٹھ جاتی ہے ۔ اس طرح یہ زرخیز میدان بن جاتے ہیں ۔

پنجاب کے تمام دریاؤں کے پاٹ چوڑے اور کم گہرے ہیں ۔ ڈھلان کم ہونے کی وجہ سے دریا ، میدانی علاقے میں آہستہ آہستہ بَل کھاتے ہوئے بہتے ہیں ۔ البتہ گرمیوں میں ایک تو پہاڑوں پر برف پگھلنے سے اور دُوسرے برسات کے دنوں میں زیادہ بارش ہونے سے اِتنا پانی آجاتا ہے کہ کناروں سے اکثر باہر نکل آتا ہے ۔ جس جگہ سیلاب کا یہ پانی قریباً ہر سال پہنچتا ہے اُسے بیٹ یا کھادر کہتے ہیں ۔ دریائی کناروں سے دُور ، زمین آہستہ آہستہ اُونچی ہوتی جاتی ہے ۔ اس اُونچے علاقے کو بار کہتے ہیں ۔ 'نیلی بار' اور 'ساندل بار' ایسے ہی علاقے ہیں ۔ دو دریاؤں کے درمیانی علاقے کو دوآبہ کہتے ہیں ۔ صُوبہ پنجاب میں کئی دوآبے ہیں ۔

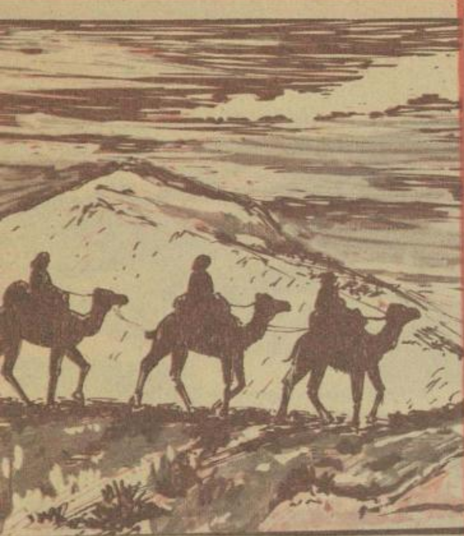
باری دوآب کے علاقے کے ایک طرف دریائے راوی بہتا ہے اور دُوسری طرف دریائے بیاس اور ستلجُ ہیں ۔ دریائے راوی اور دریائے چناب کے درمیان رچنا دوآب ہے ۔ دریائے چناب اور دریائے جہلم کے درمیان چج دوآب ہے ۔ دریائے جہلم اور دریائے سندھ کے درمیان سندھ ساگر دوآب ہے ۔ یہ آخری دوآبہ بہت وسیع اور ریتلا ہے ، یہ عِلاقہ تھل بھی کہلاتا ہے ۔

تھَل کے علاقے میں دُور دُور تک ریت ہی ریت ہے ۔ جن علاقوں میں نہریں پہنچ گئی ہیں ، وہ آباد ہو رہے ہیں ۔

اِسی طرح بہاول پور میں بھی دریائے ستلج سے ذرا فاصلے پر جنوُب مشرق کی طرف ایک









ریگستان ہے ، اِسے "چولستان" کہتے ہیں - یہاں بھی بارش بہُت کم ہوتی ہے اور سبزہ نہیں ہوتا - دریائے سِندھ کے پار کا علاقہ "ڈیرہ جات" کہلاتا ہے - راجن پور اور ڈیرہ غازی خاں اس کے ضِلعے ہیں -

دریا

پنجاب دریاؤں کی سرزمین ہے - اِس کے دریا اِس صُوبے کے لیے بہت اہم ہیں - اِن کا پانی زمینوں کو سیراب کرتا ہے -

دریائے سندھ دریائے سندھ ، کوہ ہمالیہ کے پار چین میں ایک جھیل سے نکلتا ہے - یہ دریا شمال مغربی رُخ پر بہتا ہُوا کشمیر میں داخل ہوتا ہے ، راستے میں ہمالیہ اور قراقرم کے پہاڑوں سے کئی ندی نالے اِس میں شامل ہو جاتے ہیں - گلگت کے قریب دریا کا رُخ جنُوب مغرب کی جانب ہو جاتا ہے اور اٹک کے قریب مغرب سے دریائے کابل اس میں آملتا ہے - اِس کے بعد یہ دریا پوٹھوہار کی سطح مُرتفع سے گزر کر کالا باغ کے نزدیک میدانی علاقے میں داخل ہو جاتا ہے - یہاں ڈھلان کم ہو جانے کے سبب پانی آہستہ رفتار سے بہنے لگتا ہے ، البتہ دریا کی گزر گاہ خُوب چوڑی ہو جاتی ہے -

مٹھن کوٹ کے نزدیک مشرق کے معاون دریاؤں کا پانی دریائے پنجند کے نام سے دریائے سندھ میں آملتا ہے - اب یہ دریا یہاں سے جنوب مغرب کی طرف بہتا ہے اور صُوبہ

سندھ سے گزر کر ڈیلٹا بناتا ہُوا بحیرۂ عرب میں جا گرتا ہَے ۔

دریائے ستلج دریائے ستلج، کوہ ہمالیہ میں تبت کی جھیل مانسرور سے نکلتا ہے اور دُور تک پہلے بھارتی علاقے میں بہتا ہے، پھر کچھ دُور بھارت اور پاکستان کی سرحد بناتا ہے۔ بالآخر سلیمانکی کے قریب صُوبہ پنجاب میں داخل ہوتا ہے۔ یہاں یہ دریا مغربی رُخ پر بہتا ہے اور پنجند کے مقام پر دریائے چناب میں جا مِلتا ہے ۔

دریائے راوی دریائے راوی، کشمیر کے پہاڑوں سے نکلتا ہے۔ یہ دریا بھارت کے علاقے میں بہتا ہُوا، لاہور کے قریب ہمارے صُوبے میں داخل ہوتا ہے اور مغربی رُخ پر بہتا ہُوا پنجاب کے میدانی علاقے کو سیراب کرتا ہے۔ دریائے راوی میں دُوسرے دریاؤں کی نسبت کم پانی ہے۔ سدھنائی سے ذرا آگے یہ دریا، دریائے چناب میں شامل ہو جاتا ہَے ۔

دریائے چناب دریائے چناب، جمُوں کے پہاڑوں سے گزُر کر مرالہ کے نزدیک ہمارے صُوبے میں داخل ہوتا ہے۔ اِس دریا کا پاٹ چوڑا ہے۔ برسات کے دِنوں میں یہ دریا وسطی میدانی علاقے میں اپنی گزرگاہ تبدیل کرتا رہتا ہے، اِس وجہ سے یہاں سَیلاب آجاتا ہے اور کئی گاؤں تباہ ہو جاتے ہیں۔ تریموں کے نزدیک دریائے جہلم اِس میں شامل ہو جاتا ہے اور ضلع ملتان میں دریائے راوی اِس میں آ مِلتا ہے۔ پھر پنجند کے مقام پر پنجاب کے پانچوں دریا اکٹھے ہو جاتے ہیں جہاں سے مٹھن کوٹ تک یہ پانی دریائے پنجند کے نام سے بہتا ہے اور آخر

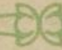






میں یہ سارا پانی دریائے سندھ میں شامل ہو جاتا ہے ۔

دریائے جہلم دریائے جہلم ، کشمیر کی وادی سے گزر کر صوبہ پنجاب کی سرحد کے ساتھ بہتا ہُوا، منگلا کے قریب میدانی علاقے میں داخل ہوتا ہے ۔ یہ دریا کچھ دُور کوہِ نمک کے مشرقی جانب بہتا ہے اور پھر اس کا رُخ جنوب کی طرف ہو جاتا ہے ۔ ضلع جھنگ میں تریموں کے نزدیک یہ دریا، دریائے چناب سے جا ملتا ہے ۔



سوالات

1 — صُوبہ پنجاب کا محلِ وقوع بیان کریں ؟

2 — صُوبہ پنجاب کی سطح کے لحاظ سے حصّوں کے نام لکھیں ۔

3 — بیٹ یا کھادر کسے کہتے ہیں ؟

4 — دوآبہ کسے کہتے ہیں ، صوبہ کے دوآبوں کے نام لکھیں ۔

5 — صُوبہ پنجاب میں بہنے والے دریاؤں کے نام لکھیں نیز کسی ایک دریا پر مختصر نوٹ لکھیں ۔

6 — خالی جگہ پُر کریں ۔

(i) پتھریلی اور بلند قسم کی سطح زمین .... کہلاتی ہے ۔

(ii) دو پہاڑوں کے درمیان نشیبی علاقہ .... کہلاتا ہے ۔

(iii) صُوبہ پنجاب کے مغرب میں .... کا کچھ حصّہ ہے ۔

(iv) مری کے پہاڑوں کی بلندی سطح سمندر سے .... میٹر ہے ۔

(v) پنجاب کا میدان .... لائی ہوئی نرم مٹّی سے بنا ہے ۔

(vi) دریائے سندھ .... کے پار چین میں ایک جھیل سے نکلتا ہے ۔

7 — پنجاب کے خاکہ میں دریا پُر کریں اور سمتیں لکھیں ۔







آب و ہَوا

صُوبہ پنجاب میں مئی اور جُون کے مہینوں میں سخت گرمی پڑتی ہے ۔ بعض مقامات پر دن کے وقت درجہ حرارت 43° سینٹی گریڈ تک پہنچ جاتا ہے ۔ دھوپ اِتنی تیز ہوتی ہے کہ کپڑے دھو کر باہر ڈالیں تو پَل بھر میں خُشک ہو جاتے ہیں ۔

آپ سوچتے ہوں گے کہ کپڑے خُشک کیوں کر ہو جاتے ہیں ۔ بھئی! کپڑوں کا یہ پانی سُورج کی گرمی سے بُخارات بن کر ہَوا میں حل جاتا ہَے ۔ جس طرح پکتی ہُوئی ہنڈیا میں سے بھاپ اُوپر کو اُٹھتی ہَے ، اُسی طرح یہ بُخارات بھی اُوپر ہی کو اُٹھتے ہیں ۔

درخت اور گھاس بھی سُورج کی گرمی سے نہیں بچ پاتے ۔ یہی وجہ ہے کہ موسم گرما میں ہم پودوں کو زیادہ پانی دیتے رہتے ہیں ۔ جب سُورج کی شعاعیں سمندر ، تالاب یا جھیل پر پڑتی ہیں تو بہت زیادہ بُخارات اُٹھتے ہیں ، جو ہَوا میں حل جاتے ہیں ۔ جب یہ بُخارات اُوپر جا کر آپس میں حل جاتے ہیں تو ہمیں بادلوں کی صُورت میں نظر آنے لگتے ہیں اور جب بُخارات والی یہ

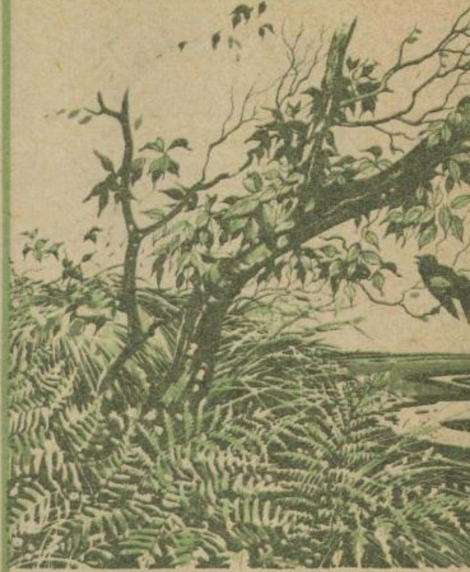
اشارات برائے اساتذہ :

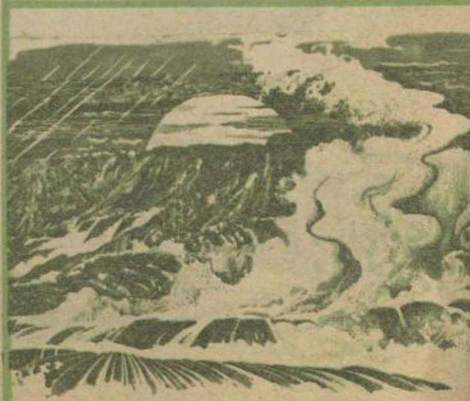
- تھرمامیٹر کی مدد سے درجہ حرارت سمجھایا جائے ۔
- پنجاب کے نقشہ کی مدد سے آب و ہوا پڑھائی جائے ۔

ہَوا اور اُوپر جا کر ٹھنڈی ہو جاتی ہے تو بارش برسنے لگتی ہے ۔

ہم نے پڑھا ہے کہ اکتوبر اور نومبر کے مہینوں میں نہ زیادہ گرمی ہوتی ہے ، نہ زیادہ سردی، لیکن دسمبر اور جنوری میں تو سخت سردی پڑتی ہے ۔ اِس موسم میں اگر صُبح سویرے سیر کرنے باہر نکلیں تو ہمیں گھاس پر پانی کے ننھے ننّھے قطرے نظر آتے ہیں ۔ یہ بُخارات ہی تو ہیں جو سردی کی وجہ سے پانی کے قطرے بن کر گھاس پر جم گئے ہیں ۔ اِن ننّھے ننّھے قطروں کو شبنم کہتے ہیں۔ کبھی کبھی تو اِتنی زیادہ سردی پڑتی ہے کہ شبنم کے یہ قطرے برف کی مانند جم جاتے ہیں ، اِسے ہم پالا کہتے ہیں ۔ جُوں جُوں سُورج اُونچا ہوتا جاتا ہے ، شبنم کے یہ قطرے پھر بُخارات بن کر ہَوا میں حل جاتے ہیں ۔

ہم نے پڑھا کہ مئی اور جُون کے مہینوں میں خُوب گرمی پڑتی ہے ۔ دن کے وقت گرم ہَوا چلتی ہے ، دوپہر کو کام کرنا مُشکل ہو جاتا ہے ، اِنھیں دِنوں سمندر سے خُوب بُخارات اُٹھتے ہیں ۔ ہمارے صُوبے کے جنُوب میں صُوبہ سندھ اور جنُوب مغرب میں صُوبہ بلوچستان ہے ۔ ان صُوبوں کے جنُوب میں سمندر ہے جسے بحیرۂ عرب کہتے ہیں ۔ اِس سمندر سے پانی کے بُخارات اُٹھتے ہیں جو ہمارے صوبے کی طرف آنے والی ہَواؤں میں حل جاتے ہیں ۔ جولائی اور اگست کے مہینوں میں یہ بُخارات والی ہوائیں بارش برساتی ہیں ۔ اِس ہوا کو موسِم گرما کی مون سون ہَوا کہتے ہیں ۔ بارش کی بدولت موسم خوشگوار ہو جاتا ہے ۔









دسمبر اور جنوری سخت سردی کے مہینے ہیں ۔ درجۂ حرارت 5 سینٹی گریڈ تک بھی گر جاتا ہے۔ موسمِ سرما میں سمندر کی طرف سے ہَوائیں نہیں آتیں ، اِس لیے بارش بہُت کم ہوتی ہے لیکن جو بھی تھوڑی بہت بارش ہوتی ہے ، فصلوں کے لیے بہت مُفید ہوتی ہے ۔ خاص طور پر گندم کی فصل کے لیے تو یہ "سونے کی بوندیں" ہوتی ہیں ۔

شمالی پہاڑی علاقے ویسے تو اِس صُوبے میں موسمِ گرما میں بہُت گرمی پڑتی ہے اور سردیوں میں سردی ، لیکن شمالی بلند پہاڑی عِلاقے ، میدانی علاقوں کے مقابلے میں زیادہ سَرد ہوتے ہیں ۔ یہ عِلاقے ضِلع راولپنڈی کی تحصِیل مَری اور تحصِیل کہوٹہ میں واقع ہیں ۔ یہاں گرمیوں میں مَوسم بہت خُوشگوار ہوتا ہے ، گرمی نام کو نہیں ہوتی ۔

اِس پہاڑی عِلاقے میں گرمیوں کے مہینوں میں خُوب بارش ہوتی ہے جس کی وجہ سے پہاڑی ڈھلانیں جنگلات سے ڈھکی ہوتی ہیں ۔ یہاں سال بھر میں قریباً 600 مِلی میٹر بارش ہو جاتی ہے ۔ سردیوں کے مہینوں میں تو یہ پہاڑیاں سفید سفید برف سے ڈھک جاتی ہیں۔ مکانوں کی چھتوں اور سڑکوں پر برف ہی برف نظر آتی ہے ۔ خُوب سَردی پڑتی ہے ، لوگ گھروں میں دُبکے پڑے رہتے ہیں ۔ لوگ اپنے مویشیوں کے لیے پہلے ہی سے گھاس کاٹ کر گٹھے بنا کر رکھ لیتے ہیں تاکہ مویشی بھُوکے نہ رہیں ۔

یہاں کھیت چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں ۔ اناج کی پیداوار کم ہوتی ہے ۔ اِس علاقے کی

آب و ہوا پھلوں کے لیے بہُت اچھی ہے ۔ یہاں کے سیب اور ناشپاتی بڑی لذیذ ہوتی ہے ۔ اب حکومت کوشِش کر رہی ہے کہ یہاں بہت سے باغات لگائے جائیں تاکہ لوگ پھل بیچ کر روپے کمائیں اور خُوش حال زِندگی بَسر کریں ۔

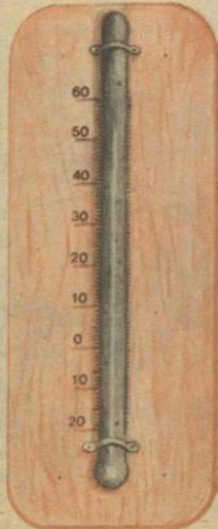
دامنی علاقے شمالی پہاڑی علاقے کے ساتھ والے دامنی علاقوں میں بھی گرمی کم پڑتی ہے ۔ جو ہَوائیں پہاڑ سے ہوکر آتی ہیں، وہ اپنے ساتھ بارش لاتی ہیں ۔ یہ بارش پہاڑی علاقے کی بہ نسبت تو کم ہوتی ہے، البتہ وسطی اور جنُوبی میدان کی بہ نسبت زیادہ ہوتی ہے ۔ اِن علاقوں میں ضِلع سیالکوٹ، ضِلع گجرات، ضِلع جہلم، ضِلع راولپنڈی اور ضِلع اٹک کے شمالی علاقے شامل ہیں ۔ یہاں کے بعض علاقوں میں کھیت بھی چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں اور نہریں بھی نہیں ہوتیں، اس لیے کھیتی باڑی کا اِنحصار صرف بارش ہی پر ہے ۔ یہاں گرمیوں میں مکئی، جوار اور باجرہ کاشت کیا جاتا ہے اور سردیوں کے موسم میں گندم بوئی جاتی ہے ۔

وسطی اَضلاع صُوبے کے وسطی اَضلاع گرمیوں میں بہُت گرم اور سردیوں میں سَرد ہوتے ہیں۔ زیادہ بارش مون سون ہَوائیں لاتی ہیں، اِن علاقوں میں بارش قریباً 200 ملی میٹر سالانہ ہوتی ہے ۔ یہاں بارش تو کم ہوتی ہے، البتہ نہروں کی بدولت خُوب کھیتی باڑی کی جاتی ہے ۔ گندم، چاول، کپاس، گنّا وغیرہ کی فصلیں بہُت اہم ہیں ۔ یہ اناج صُوبے اور مُلک کے دُوسرے حصّوں کو بھی بھیجا جاتا ہے ۔









جنوبی اور مغربی اضلاع : جوں جوں ہم اِس صوبے کے جنوب اور مغرب میں جائیں، بارش کم ہوتی جاتی ہے۔ اِن علاقوں میں گرمیوں کا موسم لمبا ہوتا ہے اور شدید گرمی پڑتی ہے۔ سردی صرف دسمبر اور جنوری ہی میں پڑتی ہے۔ بارش قریباً 100 ملی میٹر تک ہوتی ہے۔ اِن علاقوں میں مئی اور جون کے مہینوں میں خوب آندھیاں چلتی ہیں۔ اِن آندھیوں کی وجہ سے فصلوں کو بہت نقصان پہنچتا ہے۔

سوالات

1۔ گرمیوں میں گیلے کپڑے پل بھر میں کیوں خشک ہو جاتے ہیں ؟

2۔ ہوا میں کون کون سی گیسیں موجود ہیں ؟

3۔ موسمِ گرما کی مون سون ہوا کسے کہتے ہیں ؟

4۔ خالی جگہ پُر کریں۔

(i) صوبہ پنجاب میں .... کے مہینوں میں زیادہ گرمی پڑتی ہے۔

(ii) جب شبنم کے قطرے برف کی مانند جم جائیں تو اِسے .... کہتے ہیں۔

(iii) اگر ہوا میں آکسیجن نہ ہوتی تو ہم .... نہ لے سکتے۔

(iv) اگر بارشیں زیادہ ہوں تو .... آجاتے ہیں۔

(v) صوبہ پنجاب کے بعض علاقوں میں دن کے وقت درجۂ حرارت .... تک پہنچ جاتا ہے۔

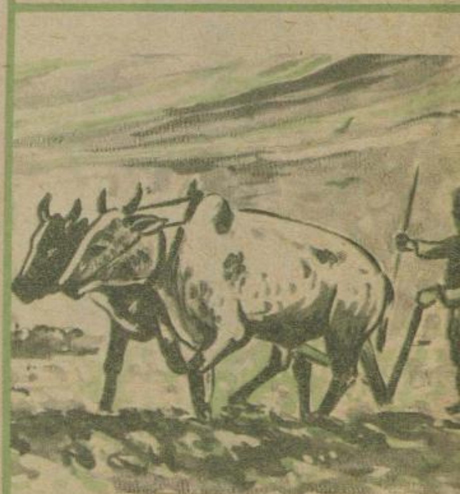
آبادی اور پیشے

1981ء کی مردم شماری کے مطابق پنجاب کی کُل آبادی قریباً چار کروڑ بہتّر لاکھ ہے۔ کُل آبادی میں بچّے، جوان، بوڑھے سب شامل ہیں۔ بڑے اور جوان لوگ کام کرتے اور کماتے ہیں۔ اِس طرح وہ اپنے بچّوں کی پرورش کرتے ہیں اور گھر کے بوڑھے لوگوں کی ذمّہ داری اُٹھاتے ہیں۔ اِسی لیے صُوبے کی ترقّی میں بچّوں اور بُوڑھوں کے مقابلے میں کام کرنے والے جوان لوگوں کا زیادہ حصّہ ہے۔

آبادی بلحاظ خواندگی خواندہ یعنی پڑھا لکھا شخص ایک ناخواندہ یعنی اَن پڑھ کی نسبت زیادہ بہتر طریقے سے کام انجام دے سکتا ہے۔ پڑھنا لکھنا آتا ہو تو اِنسان کتابوں سے نئی نئی باتیں سیکھ سکتا ہے، بیجوں کی قسموں اور فصلیں اُگانے کے بہتر طریقوں کو جان سکتا ہے اور اپنے کام کے متعلّق ہر طرح کی خط و کتابت کر سکتا ہے۔ مگر اَن پڑھ آدمی اِن باتوں کے لیے دُوسروں کا محتاج ہوتا ہے۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ پاکستان میں پڑھے لکھے لوگ بہت کم ہیں۔ مردم شماری کے







اندازے کے مطابق ہماری آبادی میں 100 میں سے قریباً 26 افراد پڑھے لکھے ہیں اور باقی 74 افراد اَن پڑھ ہیں ۔

آبادی بلحاظِ پیشہ تیسری جماعت میں ہم نے پڑھا تھا کہ لوگ مُختلف قِسم کے کام کرتے ہیں ۔ کِسان زمین کاشت کر کے فصلیں اُگاتے ہیں ، انجنیئر اور مِلّوں کے مزدُور روزانہ استعمال کی دیگر چیزیں تیّار کرتے ہیں ، اِسی طرح اُستاد محنت سے ہمیں تعلیم دیتے ہیں اور ڈاکٹر بیماریوں کا عِلاج کرتے ہیں ۔ یہ سب اُن کے پیشے ہیں ۔ مُلک کی ترقّی کے لیے ہر قسم کا کام کرنے والوں کی ضرورت ہوتی ہے ۔



چرواہے ، کاشت کار اور کان کن چرواہے ، مویشی پالتے ہیں ۔ مویشیوں سے ہمیں دُودھ ، گھی اور مکھن مِلتا ہے ۔ بھیڑوں اور بکریوں کی اُون گرم کپڑے بنانے کے کام آتی ہے بعض جانوروں کے چمڑے سے جُوتیاں اور دیگر سامان بنتا ہے ۔ کچُھ جانوروں سے بوجھ اُٹھانے کا کام بھی لیا جاتا ہے ۔

کاشت کار فصلیں اُگاتے ہیں اور ہمارے لیے اناج وغیرہ پیدا کرتے ہیں ۔ کِسان اگر محنت نہ کریں تو ہمارے ہاں خوراک کی کمی ہو جائے ۔

اشارات برائے اساتذہ : وہ الفاظ جو استاد صاحب کو محسوس ہوں کہ بچّے نہیں سمجھ رہے ان کی آسان الفاظ میں تشریح کر کے بچّوں کو پڑھائیں ۔

کان کن، کانیں کھود کر زمین کے نیچے سے چھُپے ہُوئے خزانے کو تلاش کرتے ہیں مثلاً لوہا، کوئلہ، نمک وغیرہ ۔ اِن معدنیات کی بدولت مُلک کو بہُت فائدہ ہوتا ہے ۔

دست کار و انجینئر بڑھئی، لوہار، کمُھار، جولاہے وغیرہ ہماری ضرورت کا سامان تیّار کرتے ہیں ۔ اِس کے علاوہ بڑے بڑے کارخانوں میں بھی ہماری ضرورت کی چیزیں تیّار کی جاتی ہیں ۔ اِن کارخانوں میں زیادہ کام مشینوں کے ذریعے ہوتا ہے ۔

اِن مشینوں پر کاریگر، انجینئروں کی نگرانی میں کام کرتے ہیں ۔ کارخانوں کو چلانے کے لیے مزدُور بھی دن رات کام کرتے ہیں اور اس طرح ہمیں ہر چیز آسانی سے مِل جاتی ہے ۔

اِنسان کو سہُولتیں پہنچانے والے لوگ چند لوگ ایسے ہیں جو باقی کارکنوں کی بہتری کے لیے کام کرتے ہیں، مثلاً اُستاد، ڈاکٹر، نرس، وکیل، تاجر، بینک کار، دفتری مُلازم، سپاہی اور فوجی وغیرہ ۔

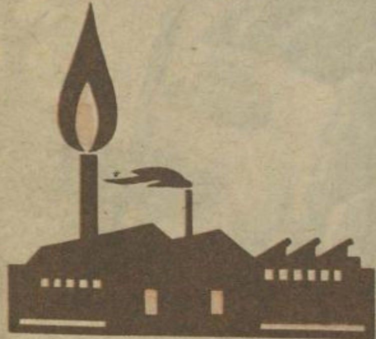
اُستاد ہمیں پڑھنا لکھنا سِکھاتے ہیں ۔ ڈاکٹر اور نرس ہماری صحت کا خیال رکھتے ہیں اور بیماریوں کا عِلاج کرتے ہیں ۔ پولیس والے ہمیں چور اچکّوں سے بچاتے ہیں اور امن و امان قائم کرنے میں مدد دیتے ہیں ۔ فوج کے سپاہی مُلک کی حفاظت کرتے ہیں ۔

تاجر لوگ سامان کا لین دین کرتے ہیں ۔ دیہات سے فصلیں شہروں کو لاتے ہیں اور شہروں میں تیّار ہونے والا سامان لاکر گاؤں میں بیچتے ہیں ۔ بینک میں کام کرنے والے بچت کا پیسہ









اکٹّھا کرتے ہیں اور مُختلف کاموں کے لیے قرض دیتے ہیں۔ دفتری ملازم الگ الگ محکموں کے دفتروں میں اپنا اپنا فرض انجام دیتے ہیں۔

سوالات

1 ۔ خواندہ کسے کہتے ہیں ؟

2 ۔ پڑھنے لکھنے کا کیا فائدہ ہے ؟

3 ۔ کان کن کسے کہتے ہیں ؟

4 ۔ کون لوگ ہمیں سہُولتیں پُہنچاتے ہیں ؟

5 ۔ خالی جگہ پُر کریں :

(i) 1981ء کی مردم شماری کے مطابق پنجاب میں کُل آبادی قریباً .... ہے۔

(ii) مویشیوں سے ہمیں دُودھ،گھی اور .... ملتا ہے۔

(iii) ہماری آبادی میں 100 میں سے قریباً .... افراد پڑھے لکھے ہیں۔

(iv) تاجر لوگ .... کا لین دین کرتے ہیں۔

(v) کارخانوں کو چلانے کے لیے .... دن رات محنت کرتے ہیں۔

جنگلات اور چراگاہیں

دامنِ کوہ کے جنگلات

بس راولپنڈی سے مری کے لیے روانہ ہُوئی ۔ میدانی علاقہ منٹوں میں طے ہوگیا ۔ قریباً 27 کلومیٹر کے بعد اب بس کی رفتار سُست پڑگئی۔ اوہو! پہاڑی علاقہ شروع ہوگیا ہے ۔ سڑک بل کھاتی ہُوئی اُوپر جا رہی ہے ۔ سڑک کے دونوں طرف چھوٹے چھوٹے درخت نظر آنے لگے ہیں ۔ اِن کی پھیلی ہُوئی شاخوں پر چھوٹے چھوٹے پتّے لگے ہُوئے ہیں ۔ اِن میں اکثر درخت کاہُو ، پھُلاہی اور زیتون کے ہیں۔ کہیں کہیں لکڑیوں کے ڈھیر لگے ہُوئے ہیں اور لوگ اِن خُشک لکڑیوں کو اُونٹوں پر لاد رہے ہیں ۔ یہ لکڑی جلانے کے کام آتی ہے ۔ وہاں سے اِس لکڑی کو میدانی علاقوں میں لے جایا جاتا ہے جہاں اِسے مہنگے داموں بیچا جاتا ہے ۔

کاہُو کی لکڑی بہُت مضبُوط ہوتی ہے ۔ یہ لکڑی کسّی ، کلھاڑی اور کدال کے دَستے بنانے میں استعمال کی جاتی ہے ۔ پھُلاہی کی مسواک ، دانتوں کو خُوب چمکاتی ہے ۔ زیتون سے تیل حاصل کیا جاتا ہے ۔ مقامی لوگ اِس لکڑی کو اپنے مکان بنانے میں استعمال کرتے ہیں

اشارات برائے اساتذہ : پنجاب کے نقشہ کی مدد سے پہاڑی علاقے اور میدانی علاقے کے جنگلات سمجھائے جائیں ۔





اور اِسی سے اپنے چھوٹے ہَل بنا لیتے ہیں ۔

اِس قِسم کے جنگلات کم بلند پہاڑی علاقوں میں پائے جاتے ہیں ۔ ضلع راولپنڈی کے علاوہ ضلع گجرات میں پبّی کے جنگلات ، ضلع اٹک میں کالا چٹا کے جنگلات اور ضلع جہلم کے شمالی حِصّے کے جنگلات اِس خطّے میں شامل ہیں ۔

شمالی پہاڑی علاقے کے جنگلات

جُوں جُوں مَری قریب آرہا ہے ۔ سڑک کے دونوں طرف دُور دُور تک اُونچے درخت نظر آنے لگے ہیں ۔ دل چاہتا ہے یہیں اُتر پڑیں اور درختوں کا نظّارہ کریں ۔

لو ! "چھرا پانی" کے ہوٹل آگئے ۔ بس رُک گئی ۔ ذرا اُتر کر تو دیکھیں ۔ کیسا پیارا منظر ہے ! وہ سامنے دیکھیں ساملی کا ہسپتال ہے ۔ بعض بیماریوں میں مبتلا مریض جو میدانی علاقے میں اچھّے نہیں ہوتے ، یہاں آکر تندرست ہو جاتے ہیں ۔

اَب سمجھ میں آیا کہ اِن سرسبز پہاڑی علاقوں کو صحت افزا مقام کیوں کہتے ہیں ۔ یہ چیل کے درخت ہیں ۔ اِن کے پتّے پتلے اور نوک دار ہوتے ہیں اور سردیوں میں بھی نہیں مُرجھاتے ۔ اِن درختوں کی لکڑی نرم ہوتی ہے ۔ اس سے فرنیچر اور کھڑکیاں دروازے بنائے جاتے ہیں ۔

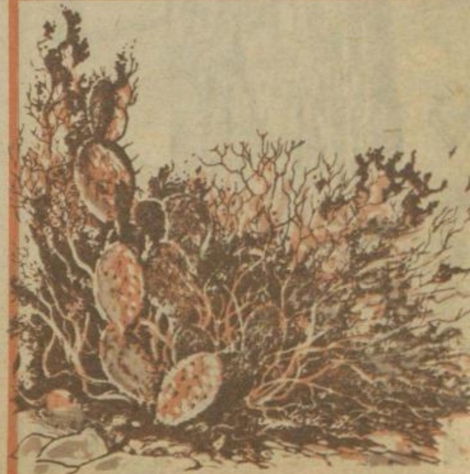
آئیے ! بس چلنے والی ہے ۔ بس کی رفتار اور بھی سُست ہوگئی ۔ چڑھائی بھی تو بہُت

زیادہ ہے۔ اب تو درخت اور بھی زیادہ گنجان ہو گئے ہیں۔ اِن کی اُونچائی چیل کے درختوں سے بھی زیادہ ہے۔ یہ دیودار، پڑتل اور صنوبر کے درخت ہیں۔ درختوں کے ساتھ ساتھ بے شُمار جھاڑی نما پودے بھی اُگے ہوئے ہیں۔ جب بارش ہوتی ہے تو یہ بڑے بڑے درخت اور پودے پانی کو یک دم بہنے سے روکتے ہیں۔ اگر اس طرح پانی رُک رُک کر دریاؤں میں نہ جائے تو ہمارے دریاؤں میں ہر سال سیلاب آتے رہیں۔ یہی وجہ ہے کہ محکمہ جنگلات اِن درختوں کی بہُت حفاظت کرتا ہے۔ محکمہ جنگلات کی منظوری کے بغیر کِسی کو یہاں سے کوئی درخت کاٹنے کی اجازت نہیں۔ اِس علاقے میں محکمہ جنگلات سال بھر درخت لگاتا رہتا ہے تاکہ درختوں کی تعداد کم نہ ہونے پائے۔

صُوبہ پنجاب میں اِس قِسم کے جنگلات صرف تحصِیل مَری میں اور تحصِیل کہوٹہ کے کچُھ حِصّے میں مِلتے ہیں۔ یہ دونوں تحصیلیں، ضِلع راولپنڈی میں واقع ہیں۔ ہمارے صُوبے میں نرم لکڑی کے جنگلات بہُت کم ہیں، یہی وجہ ہے کہ ہمارے ہاں عمارتیں اور فرنیچر بنانے کی لکڑی بہُت مہنگے داموں بِکتی ہے۔

خشک کوہستانی جنگلات کوہستانِ نمک، ضِلع جہلم کے وسطی حِصّے میں پھیلا ہُوا ہے۔ اِس کے کچُھ حِصّے ضِلع خوشاب اور ضِلع میانوالی میں بھی واقع ہیں۔ اِن پہاڑوں پر بارش کم ہوتی ہے، اِس لیے یہاں مَری کی طرح سرسبز پہاڑ نہیں۔ یہاں کانٹے دار درخت اور









جھاڑیاں پائی جاتی ہیں ۔ اگر ہم چکوال سے خوشاب تک بس میں سفر کریں تو ہمارا راستہ کوہستانِ نمک سے گزرتا ہے ۔ یہاں پہاڑی کیکر، فراش اور بیر کے درخت دیکھنے میں آتے ہیں ۔ بکری اِن درختوں کے پتّوں کو کھانے میں بڑی ہوشیاری سے کام لیتی ہے ۔ اِن درختوں کے قد چھوٹے ہوتے ہیں، اِس لیے بکری آسانی سے اپنے اگلے پاؤں اُٹھا کر شاخوں تک پُہنچ جاتی ہے ۔ بکری تو جھاڑیوں کے پتّوں کو بھی نہیں چھوڑتی ۔ اِس علاقے میں چھوٹے قد کی گائیں بھی پائی جاتی ہیں ۔ یہ گائیں گھاس کو شوق سے کھاتی ہیں ۔ اُونٹ بھی اِنھیں جھاڑیوں اور درختوں کے پتّوں پر گزارا کر لیتا ہے ۔ یہاں زیادہ تر اُونٹوں سے باربرداری کا کام لیا جاتا ہے ۔

اِن درختوں کی لکڑی جلانے کے کام آتی ہے ۔ یہاں کے لوگ لکڑی اُونٹوں پر لاد کر میدانی علاقوں میں لے جاتے ہیں اور اِسے بیچ کر اپنی ضرورت کی چیزیں خرید لیتے ہیں ۔

ڈیرہ غازی خاں کے علاقے میں بارش کم ہوتی ہے، اِس لیے وہاں بھی کوہِ سلیمان کی ڈھلانوں پر اِسی قسم کے کانٹے دار درخت اور جھاڑیاں پائی جاتی ہیں ۔

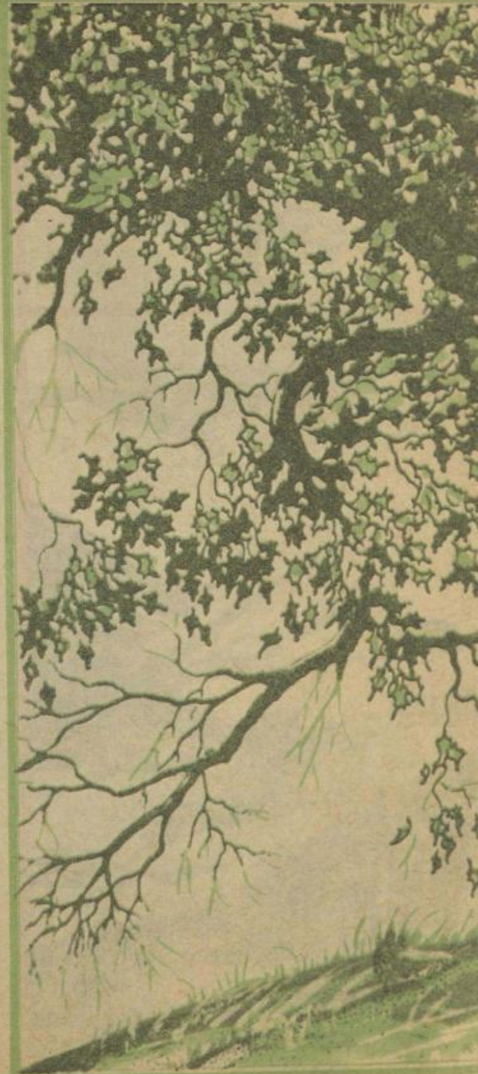
دریائی جنگلات دریاؤں کے کنارے اگر سیر کریں تو ہر طرف سرسبز درخت ہوا میں جھُومتے نظر آتے ہیں ۔ دریا کے کناروں کے قریب کی زمین اکثر نمی والی ہوتی ہے، اِس لیے درخت آسانی سے اپنی جڑوں کے ذریعے پانی حاصل کر لیتے ہیں ۔ ایسے جنگلات کو

"بیلے" کہتے ہیں ۔ اِن میں شیشم ، سرس ، پیپل ، کیکر اور دھریک کے درخت عام ملتے ہیں ۔ یہاں کی زمین زرخیز ہوتی ہے اور سرسبز جھاڑیاں عام نظر آتی ہیں ۔ نرم نرم گھاس اور درختوں کے ملائم ملائم پتّے مویشیوں کا من بھاتا کھاجا ہے ۔ چرواہے دن بھر یہاں مویشی چراتے ہیں ۔

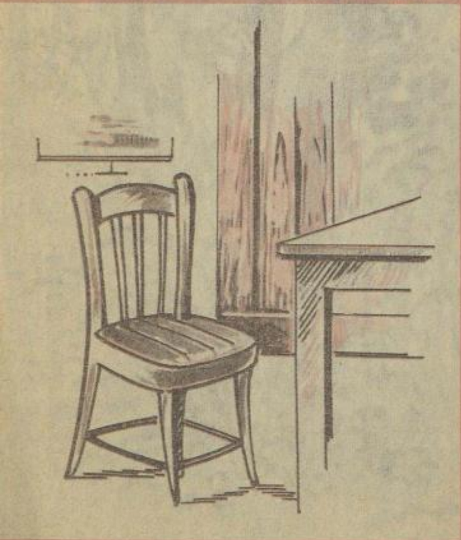
نہروں اور کھالوں کے کناروں پر بھی درخت عام ہوتے ہیں ۔ وہاں بھی درختوں کی جڑوں کو پانی ملتا رہتا ہے ۔ جب کسان ہَل چلاتے چلاتے تھک جاتے ہیں اور اُدھر دوپہر ہو جاتی ہے تو اِن درختوں کے نیچے آرام کرتے ہیں ، کھانا کھاتے ہیں اور لسّی سے پیاس بُجھاتے ہیں ۔ کسان اپنے مویشیوں کو بھی اِن درختوں کی چھاؤں میں لے آتے ہیں ۔

اِس صُوبے میں صرف شمالی پہاڑی علاقوں میں بارش زیادہ ہوتی ہے ، اِس لیے وہاں نرم لکڑی کے جنگلات پائے جاتے ہیں ۔ باقی تمام حصّوں میں بارش کم ہونے کی وجہ سے جنگلات بھی کم ہیں ۔ اِن میں جو درخت پائے جاتے ہیں اُن کے قد چھوٹے ہوتے ہیں اور لکڑی بھی اچھّی قِسم کی نہیں ہوتی ۔ ہمیں اپنی ضرُوریات پُوری کرنے کے لیے بہُت سے درخت چاہییں ، اِس لیے اِس کمی کو پُورا کرنے کے لیے خُود درخت لگانا ضروری ہے ۔

نہری جنگلات جب مُسلمان حُکمران یہاں آئے تو اُنھوں نے دریاؤں سے نہریں نکالیں ، جا بجا درخت لگائے اور اچھّی اچھّی فصلیں پیدا کیں ۔ جُوں جُوں آبادی بڑھتی گئی ، نہروں







کی ضرورت بھی زیادہ ہوتی گئی - جب نہروں کا پانی عام ملنے لگا تو حکومت نے بڑے بڑے جنگلات لگانے شروع کر دیے -

چھانگا مانگا کا جنگل

چھانگا مانگا کا جنگل پاکستان میں ہاتھ سے لگایا ہُوا سب سے بڑا جنگل ہے - یہ جنگل لاہور سے کراچی جانے والی ریلوے لائن کے ساتھ ساتھ لاہور سے کوئی 70 کلومیٹر کے فاصلے پر لگایا گیا ہے - اِس جنگل سے جلانے اور فرنیچر بنانے کے لیے لکڑی حاصل ہوتی ہے -

شرُوع شرُوع میں صرف شیشم کے درخت ہی لگائے گئے تھے - شیشم کی لکڑی بہُت کار آمد ہوتی ہے - اِس سے گھریلو سامان اور کھیتی باڑی کے لیے ہَل، پنجالی، کھُرلی اور رہٹ کا سامان بنایا جاتا ہے - اب شہتُوت کے درخت بھی لگائے گئے ہیں - اِن کے پتّوں پر ریشم کے کیڑے پالے جاتے ہیں، ٹہنیوں سے ٹوکریاں بنتی ہیں اور بڑی شاخوں کی لکڑی سے کھیلوں کا سامان بنایا جاتا ہے -

چھانگا مانگا کی طرح چیچا وطنی (ضلع ساہیوال) ڈفر (ضلع گجرات) رجانہ (ٹوبہ ٹیک سنگھ) اور مظفر گڑھ کے ضلعے میں بھی جنگلات لگائے گئے ہیں - اب اِن میں سرس، بکائن، سُنبل اور یوکلپٹس جیسے خُوبصورت درخت بھی نظر آتے ہیں - اِن جنگلات کی بدولت اب اِرد گرد کے علاقوں میں زیادہ گرمی نہیں ہوتی اور نہ زیادہ آندھیاں آتی ہیں -

تھل میں شجرکاری

ضلع مظفرگڑھ، ضلع لیہ، ضلع میانوالی، ضلع بھکر اور ضلع خوشاب میں تھل کے وسیع علاقے شامل ہیں۔ تھل کے علاقے میں آج سے قریباً پچیس سال پہلے ریت ہی ریت تھی۔ دُور دُور تک کوئی درخت نظر نہیں آتا تھا۔ اِس علاقے کو آباد کرنے کے لیے کالا باغ کے قریب دریائے سندھ پر ایک بند بنایا گیا جس کا نام ہمارے محبُوب رہنما قائدِ اعظم محمّد علی جناحؒ کے نام پر "جناح بیراج" رکھّا گیا۔ اِس بند سے نہریں نکالی گئیں، لیکن شُروع میں یہ دِقّت پیش آئی کہ جب آندھیاں چلتیں تو نہریں اور کھالے ریت سے اَٹ جاتے۔ اِن آندھیوں کو روکنے اور نہروں کو ریت سے محفوظ رکھنے کے لیے اِن کے دونوں طرف درختوں کی قطاریں لگائی گئیں۔ اب ہم وہاں جس طرف بھی جائیں ہمیں لہلہاتے کھیت نظر آتے ہیں۔ تھل میں جا بجا درخت لگائے گئے ہیں۔ قریباً ہر دو گاؤں کے درمیان درختوں کا ایک ذخیرہ ہے جس میں گاؤں والے اپنے مویشی چراتے ہیں اور اپنی ضروریات کے لیے لکڑی حاصل کرتے ہیں۔ کچُھ تو بہُت بڑے بڑے جنگلات بھی لگائے گئے ہیں۔ اِن میں سے رَکھ غلاماں، عصمت پارک، سبزہ زار اور لیہ کے جنگلات مشہُور ہیں۔

ہم پڑھ آئے ہیں کہ ہمارے صُوبے کی آبادی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ہاں بھئی! آبادی بڑھے گی تو ہر چیز کا اِستعمال بھی زیادہ ہوگا۔ درخت جب اِتنے فائدہ مند ہیں





تو اِن کی ضرورت بھی بڑھے گی ۔ اِس لیے ہمیں مزید درخت لگانے پڑیں گے ۔ ہم سب کو چاہیے کہ اپنے اپنے سکولوں اور گھروں کے صحنوں میں پودے لگائیں ، اِنھیں مناسب مقدار میں پانی دیں اور اِس طرح درختوں کی بڑھتی ہُوئی ضرورت کو پُورا کریں ۔

لکڑی کی فراہمی کے علاوہ جنگلات کے اور بھی فائدے ہیں ۔ جنگلات ہَوا میں ٹھنڈک اور نمی پَیدا کرتے ہیں جو بارش برسانے میں مدد دیتی ہے ۔ یہ ماحول کی آلودگی اور اِس میں موجود کثافتوں کو دُور کرتے ہیں ۔ جنگلات جنگلی جانوروں اور پرندوں کا مسکن ہوتے ہیں۔ جنگلی جانور اور پرندے بھی ہمارا قومی سرمایہ ہیں ۔ جنگلات زمین کو ہوائی اور آبی کٹاؤ سے محفُوظ کرتے ہیں ۔

چراگاہیں ہمارے صُوبے کے جنوُب اور جنوُب مغربی حصّے میں بارش بُہت کم ہوتی ہے ۔ اِس لیے اُن علاقوں میں جہاں ابھی تک نہروں کا پانی نہیں پُہنچا ، درخت بُہت کم ہیں ۔ وہاں صِرف کانٹے دار جھاڑیاں ، ببول اور فراش کے درخت پائے جاتے ہیں۔ اِن علاقوں میں گھاس اُگ آتی ہے ۔ یہ گھاس اور جھاڑیاں ہی اِن علاقوں کی دولت ہے۔ اِن چراگاہوں میں لاکھوں بھیڑیں اور بکریاں پالی جاتی ہیں جن سے ہم اُون اور گوشت حاصل کرتے ہیں ۔ اِن چراگاہوں کی حفاظت بھی بڑی ضروری ہے ۔ ہمیں چاہیے کہ چراگاہوں میں باری باری مویشی چرائیں تاکہ گھاس جَڑ سے نہ اُکھڑ جائے ۔ دُوسرے سال یہ چراگاہ پھر

ہَری ہو جائے گی اور ہمارے کام آئے گی ۔

ایسے ریگستانی علاقوں میں کھُجور کا درخت عام ملتا ہے ۔ اِس درخت کی جڑیں لمبی ہوتی ہیں تاکہ یہ گہرائی سے بھی پانی حاصل کر سکے ۔

درخت چھوٹا ہو یا بڑا ، صحرا میں ہو یا پہاڑ پر ، گھر میں ہو یا کھیتوں میں ، ہر جگہ مُفید ہے ۔

سوالات

1 ــ ہمارے صُوبے میں جنگلات کہاں کہاں پائے جاتے ہیں اور ان کے نام بتائیں ؟

2 ــ پاکستان میں ہاتھ سے لگایا ہُوا سب سے بڑا جنگل کون سا ہے ؟

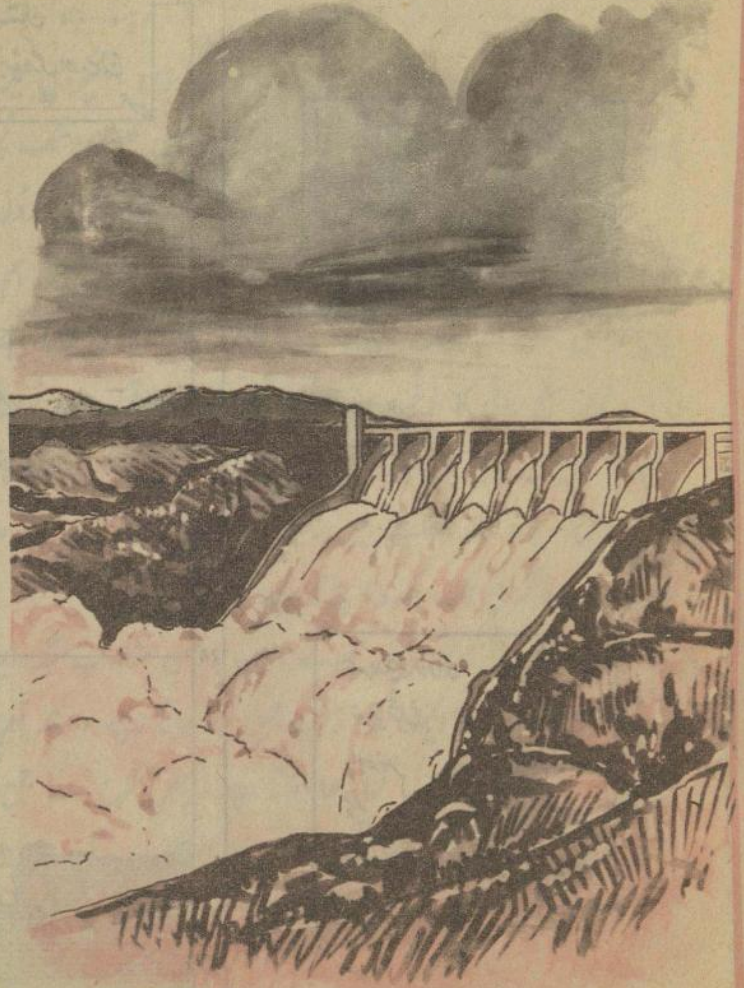
3 ــ جنگلات کے فائدے مختصر طور پر لکھیں ۔

4 ــ تھل کے علاقے میں کون سے ضلعے شامل ہیں اور تھل میں بڑے جنگلات کون سے ہیں ؟

5 ــ ہمارے صُوبے کی چراگاہوں کے بارے میں مختصر طور پر بیان کریں ۔



آب پاشی



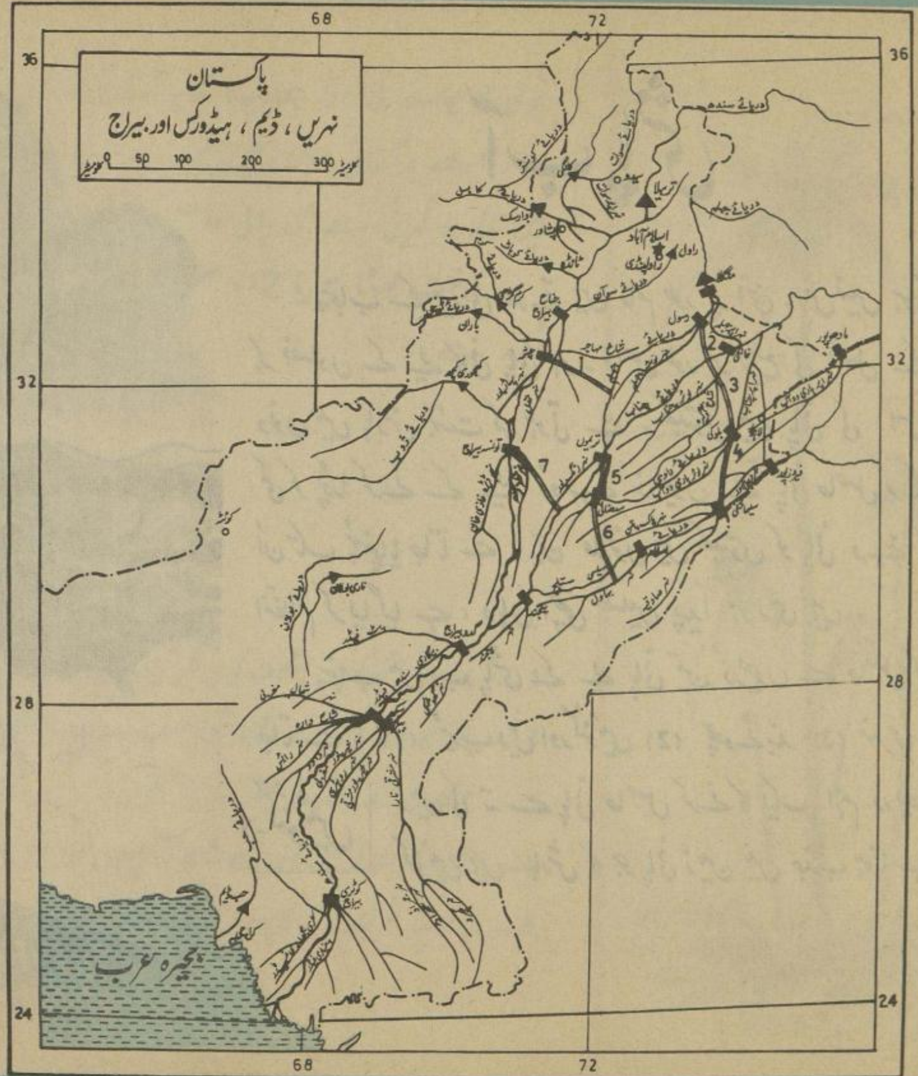
پنجاب کے میدانی عِلاقے میں عام طور پر اِتنی بارش نہیں ہوتی کہ فصلوں کے لیے کافی پانی ہو۔ خاص طور پر ربیع کی فصل کے دنوں میں بارش بہُت کم ہوتی ہے۔ کھیتوں میں پانی کی اس کمی کو پُورا کرنے کے لیے دُوسرے ذریعوں سے پانی حاصل کرکے اُن تک پُہنچایا جاتا ہے۔ جن علاقوں میں کھیتوں کو پانی دینے کا انتظام کرلیا گیا ہے، وہاں اچھّی فصلیں پیدا ہو رہی ہیں۔

پنجاب میں آب پاشی کے لیے پانی تین ذریعوں سے حاصل کیا جاتا ہے۔ (1) ٹیوب ویل اور کنُوئیں (2) چھوٹے بند (3) نہریں۔

1۔ کنُوئیں

زمین کی تہ سے پانی حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ کنوئیں ہیں۔ بارش کا جو پانی زمین میں جذب ہوتا ہے،

اشارات برائے اساتذہ: آب پاشی کی اہمیت بتائیں اور نقشہ کی مدد سے پڑھائیں۔



1	چشمہ۔ جہلم	رابطہ نہر
2	رسول۔ قادرآباد	"
3	قادرآباد۔ بلوکی	"
4	بلوکی۔ سلیمانکی	"
5	تریموں۔ سدھنائی	"
6	سدھنائی۔ میلسی۔ بہاول	"
7	تونسہ۔ پنجند	"

سرحد بین الاقوامی

نہر یا شاخ

رابطہ نہر

ڈیم

ہیڈورکس یا بیراج

وہ سطح زمین سے نیچے کی چٹانوں میں جمع ہوتا رہتا ہے۔ اِس طرح زمین کی تہ میں پانی کا ایک بڑا ذخیرہ رہتا ہے۔
زمین کی کھُدائی کرکے کنوئیں بنائے جاتے ہیں۔ کنوؤں میں زمین کی تہ سے پانی اکٹھا ہوتا رہتا ہے۔ اِس پانی کو رہٹ یا پمپ کی مدد سے نکال کر چھوٹی چھوٹی کھالیوں میں کھیتوں تک پُہنچا دیا جاتا ہے۔
رہٹ سے تھوڑا تھوڑا پانی نکالا جا سکتا ہے۔ جن کنوؤں کے ساتھ بجلی کے پمپ لگے ہوں، وہاں بجلی کی قوت سے زیادہ پانی نکل آتا ہے۔ بجلی کے پمپ والے کنوئیں جنھیں ہم ٹیوب ویل کہتے ہیں، زیادہ گہرائی سے بھی پانی کو اُوپر کھینچ سکتے ہیں۔ اِس طرح کم محنت سے زیادہ کھیتوں کو پانی مل جاتا ہے۔
زیرِ سطح پانی کا ذخیرہ، زیادہ بارش والے عِلاقوں میں نسبتاً کم گہرائی پر ہوتا ہے۔ اِسی طرح دریاؤں کے قریبی علاقوں میں بھی کم گہرائی پر پانی مل جاتا ہے۔ اِس لیے صُوبہ پنجاب کے شمال مشرقی ضِلعوں یعنی سیالکوٹ، گجرات، گوجرانوالا وغیرہ میں زیادہ کنوئیں ہیں۔ اِن کے مقابلے میں رحیم یار خاں، بہاول پور وغیرہ میں کنوئیں بہُت کم ہیں کیونکہ وہاں پانی حاصل کرنے کے لیے زمین کو زیادہ گہرائی تک کھودنا پڑتا ہے۔

2۔ چھوٹے بند ندیوں اور چھوٹے نالوں پر کسی مناسب جگہ ایسا بند بنا دیا جاتا ہے جس سے بہتا ہُوا پانی رُک جاتا ہے۔ بند کے پیچھے پانی کا ایک بڑا ذخیرہ جمع ہو جاتا ہے۔ بند تعمیر کرتے وقت اِس میں کچُھ ایسے دروازے رکھّے جاتے ہیں جنھیں کلوں کی مدد سے اُٹھایا یا گرایا جا سکتا ہے۔ اِس طرح سے جمع ہونے والا پانی اِن دروازوں کے راستے نکال کر چھوٹی چھوٹی نہروں میں چھوڑ دیا جاتا ہے۔ پھر اِن نہروں کا پانی کھالوں کی مدد سے کھیتوں تک پُہنچا دیا جاتا ہے۔
چھوٹے بند کم بلند پہاڑی عِلاقے یا سطح مُرتفع کے عِلاقے میں بنائے جاتے ہیں۔ اِسلام آباد کے نزدیک راول ڈیم اِسی قسم

کا ایک بند ہے ۔ اِس کے عِلاوہ ضِلع راولپنڈی ، ضِلع اٹک اور ضِلع ڈیرہ غازی خاں میں ایسے کئی اور بند بنائے گئے ہیں ۔

3۔ نہریں صُوبہ پنجاب میں کئی بڑے بڑے دریا ہیں جن میں سارا سال پانی بہتا رہتا ہے ۔ دریاؤں کے پانی کو نہروں کی مدد سے آب پاشی کے لیے اِستعمال کیا جاتا ہے ۔ نہری پانی کو راجباؤں اور کھالوں کی مدد سے کھیتوں تک پُہنچا دیا جاتا ہے۔

صُوبے بھر میں نہروں کا بہُت اچھّا انتظام کیا گیا ہے ۔ ہمارا نہری نظام دُنیا کے بہترین نظاموں میں سے ہے ۔ اِن نہروں کا پانی بارش کی کمی کو پُورا کرتا ہے اور ہماری فصلوں کی پیداوار بڑھاتا ہے ۔ بڑی نہریں سینکڑوں مربع کلومیٹر علاقے کو سیراب کرتی ہیں ۔ پانی کے بہاؤ اور اِستعمال کے لحاظ سے پنجاب میں چار قِسم کی نہریں ہیں ۔

(i) . **سیلابی نہریں** یہ پُرانی قِسم کی نہریں ہیں جن میں صرف برسات کے دنوں میں پانی آتا ہے ۔ بارش کے بعد جب دریا کا پانی چڑھ جاتا ہے تو یہ نہریں خُود بخود چلنے لگتی ہیں ۔ ایسی نہریں زیادہ تر ڈیرہ غازی خاں ، راجن پور اور مُظفر گڑھ کے ضلعوں میں ہیں ۔

(ii) **دوامی نہریں** یہ نہریں دریاؤں پر بند باندھ کر نکالی گئی ہیں ۔ بیراج کے ذریعے دریا کے پانی کو اِتنا روک لیا جاتا ہے کہ اِس کی سطح ، نہروں کی سطح تک بُلند ہو جاتی ہے اور دریا کا پانی اِن نہروں میں بہنے لگتا ہے ۔ بیراج کے دروازوں کی مدد سے نہروں میں پانی کی مقدار کو ضرُورت کے مُطابق کم یا زیادہ کیا جا سکتا ہے ۔ اِس طرح سال کے دوران میں جتنی ضرُورت ہو اُس کے مطابق پانی نہروں میں چھوڑا جا سکتا ہے ۔

(iii) **غیر دوامی نہریں** یہ ایسی نہریں ہیں جو برسات کے موسم میں خُوب چلتی ہیں ، کیونکہ اِن دِنوں دریا میں کافی پانی رہتا ہے ۔ اِنھیں صرف اِتنے ہی دن اِستعمال کیا جاتا ہے ، جِتنے دِن دریا میں پانی زیادہ رہتا ہے ۔

(۱۷) **رابطہ نہریں** پنجاب کے مشرقی دریاؤں ، یعنی ستلج اور راوی میں نسبتاً کم پانی ہے ، دُوسرے یہ دونوں دریا بھارت سے گزُر کر ہمارے علاقے میں آتے ہیں ۔ بھارتی علاقے میں بھی اِن دریاؤں سے نہریں نکال کر پانی اِستعمال کیا جاتا ہے ، اِس لیے ہمارے علاقے میں اِن دریاؤں میں پانی کم ہو جاتا ہے ۔ اِس کمی کو پُورا کرنے کے لیے پچھلے چند سال سے صُوبے میں ایسی رابطہ نہریں بنائی گئی ہیں جو مغربی دریاؤں یعنی سِندھ ، جہلم اور چناب کا پانی ، کم پانی والے مشرقی دریاؤں تک پہنچاتی ہیں ۔ اِس طرح صُوبے کے ایسے علاقوں میں جہاں پہلے نہری پانی زیادہ نہیں تھا ، اب رابطہ نہروں کی بدولت آب پاشی کے لیے کافی پانی پہنچ جاتا ہے ۔

آب پاشی کے نقشے میں بڑی بڑی دوامی اور کئی رابطہ نہریں دکھائی گئی ہیں ۔ نقشے میں دیکھیں کہ یہ نہریں کن کن علاقوں کو سیراب کرتی ہیں ۔ اِن نہروں کو اور زیادہ بہتر بنایا جا رہا ہے تاکہ ہمیں اپنے کھیتوں کے لیے زیادہ پانی مِل سکے ۔

کوشش کی جارہی ہے کہ دریائے سِندھ اور اُس کے معاون دریاؤں میں بہنے والے پانی کا زیادہ سے زیادہ ذخیرہ کر لیا جائے اور ضرُورت کے مُطابق پاکستان کے زیادہ سے زیادہ رقبے کو سیراب کرنے کا انتظام کیا جائے تاکہ پُورے مُلک میں فصلوں کی پیداوار بڑھ جائے ۔ دریائے جہلم پر منگلا ڈیم اور دریائے سِندھ پر چشمہ بیراج اور تربیلا ڈیم اِسی غرض سے بنائے گئے ہیں ۔ اِن سے کئی لاکھ مکعب میٹر پانی کا ذخیرہ حاصل ہُوا ہے ۔ بڑے بڑے بندوں پر جمع کیے ہوئے پانی کی مدد سے پن بجلی گھر بھی چلائے جاتے ہیں ۔ اِس طرح آب پاشی کے علاوہ اِن سے بجلی بھی پیدا کی جاتی ہے ۔

سوالات

1 ۔ پنجاب میں آب پاشی کے کون کون سے ذریعے ہیں ، اُن کے نام لکھیں ۔

2 ۔ پنجاب میں کتنی قِسم کی نہریں ہیں ، اُن کے نام لکھیں ۔

3 ۔ خالی جگہ پُر کریں ۔

(i) بند تعمیر کرتے وقت اِس میں کچھ ایسے ______ رکھے جاتے ہیں جنھیں ______ کی مدد سے اُٹھایا یا گرایا جاسکتا ہے۔

(ii) صُوبے بھر میں ______ کا بہُت اچھا انتظام کیا گیا ہے ۔

(iii) نہری پانی کو ______ اور ______ کی مدد سے کھیتوں تک پُہنچا دیا جاتا ہے ۔

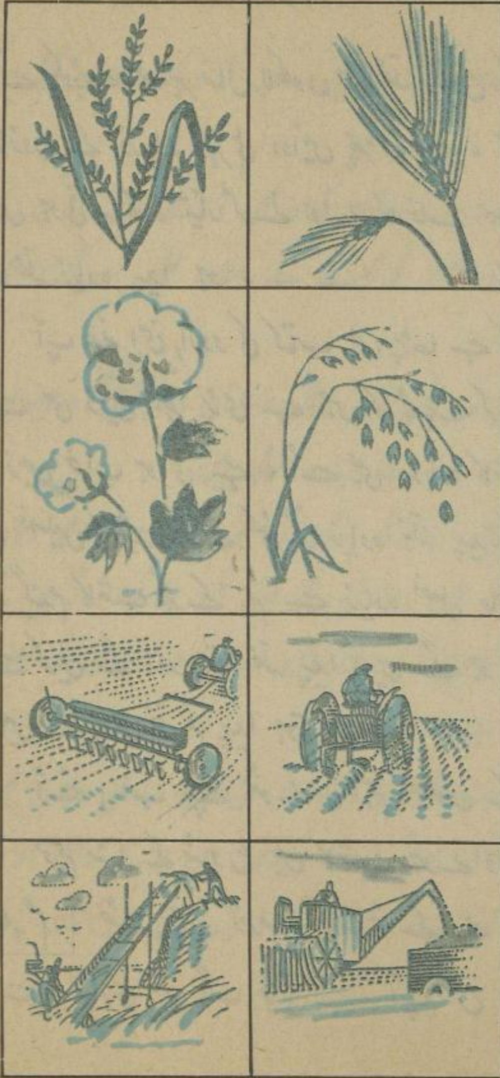
(iv) بڑی نہریں ______ مربع کلومیٹر علاقے کو سیراب کرتی ہیں ۔

(v) پنجاب کے ______ دریاؤں یعنی ستلج اور راوی میں نسبتاً کم پانی ہے ۔

(vi) اسلام آباد کے نزدیک ______ کا بند ہے ۔

(vii) دریائے جہلم پر ______ ڈیم اور دریائے سندھ پر ______ ہے ۔





زرعی پیداوار

ہم پڑھ آئے ہیں کہ پنجاب میں زیادہ تر لوگ دیہات میں رہتے ہیں اور کھیتی باڑی کرتے ہیں ۔ پہلے زمانے میں کھیتی باڑی صرف دریاؤں کے نزدیکی علاقوں ہی میں ہوتی تھی کیونکہ وہاں آسانی سے پانی حاصل ہو جاتا تھا ، لیکن اب نہروں کی بدولت دریا سے دُور علاقوں میں کاشت ہونے لگی ہے۔ جہاں نہریں نہیں پُہنچ سکیں یا نہری پانی کم ہے ، وہاں اِس مقصد کے لیے ٹیوب ویل لگا دیے گئے ہیں ۔

ہماری حکومت نے پیداوار بڑھانے کے لیے کئی انتظامات کر رکھے ہیں ۔ ہمارے زراعتی تجرباتی اِدارے ایسے بیجوں کی تلاش کرتے ہیں جن سے غلّہ زیادہ پیدا ہو اور فصل بھی جلد پک جائے ۔

اشارات برائے اساتذہ : نقشہ کی مدد سے بچوں کو پڑھائیں ۔

کیڑے مکوڑے جو ہر سال لاکھوں من غلّہ ضائع کرتے ہیں ، اُن کو مارنے کے لیے ایک علٰحدہ محکمہ قائم کیا گیا ہے جو ہوائی جہازوں کے ذریعے زہریلی دوائیں چھڑکتا ہے ، جس سے فصلوں کو نقصان پُہنچانے والے کیڑے مَر جاتے ہیں اور فصل خراب نہیں ہوتی ۔ کھاد تیّار کرنے والے کارخانے دن رات کام کرتے ہیں تاکہ کسانوں کو فصلوں کے لیے کھاد بر وقت مِل سکے اور غلّہ زیادہ پیدا ہو ۔

آپ نے اپنی اُردو کی کتاب میں پڑھا ہے کہ محنت کی جائے تو ہر مسئلہ حل ہو سکتا ہے ۔ ابھی ہمارے صُوبے میں بُہت سی زمین بنجر پڑی ہے جس کو ٹھیک کرکے اور پانی مُہیّا کرکے کاشت کے قابل بنایا جا سکتا ہے ۔ سیم اور تھور سے جو زمین خراب ہوگئی ہے ، اُسے بھی دوبارہ کاشت کے قابل بنایا جا سکتا ہے ۔ ایک ہی کھیت میں سال میں دو دو ، تین تین فصلیں کاشت کرکے کئی گُنا زیادہ غلّہ پیدا کیا جا سکتا ہے ۔ آپ نے سُنا ہی ہوگا کہ بعض ممالک تو ایک ایکڑ کھیت میں گندم کاشت کرکے ہم سے زیادہ فصل حاصل کرتے ہیں ۔ بس ہمّت کے آگے فتح ہے ۔ ہم بھی اپنے کھیتوں میں محنت کریں گے اور اِتنا غلّہ پَیدا کریں گے جو نہ صرف اپنے پیارے مُلک کی آبادی کے لیے کافی ہوگا بلکہ اُن مُلکوں کو بھی بھیجیں گے جہاں غلّہ کم پیدا ہوتا ہے ۔

آئیے ! اب اپنے صُوبے کی اہم فصلوں کے بارے میں پڑھیں ۔

موسمِ سرما کے شروع میں کاشت ہونے والی فصلوں کو ربیع کی فصل کہتے ہیں ۔

گندم صُوبہ پنجاب گندم کی کاشت کے لیے بُہت مشہور ہے ۔ اکتُوبر کا مہینا آتا ہے تو کِسان باقی تمام کام چھوڑ کر گندم کے کھیت کی تیّاری میں لگ جاتا ہے ۔ آپ صُبح سویرے کھیتوں میں جائیں تو ” تت ،تت اور آ ، آ “ کی آوازیں سُننے میں آتی

ہیں - بیل کسان کے اشارے پر کبھی ایک طرف چلتے ہیں ، کبھی دُوسری طرف ہَل چلاتے جاتے ہیں - اب تو ٹریکٹر عام ہوگئے ہیں۔ ٹریکٹر سے زمین بہُت جلد تیّار ہو جاتی ہے -

نہروں اور ٹیوب ویلوں کے ذریعے وقفوں وقفوں سے پانی دیا جاتا ہے - ضرورت کے وقت کھاد بھی ڈالتے ہیں - اپریل کے مہینے میں فصل پک کر تیّار ہو جاتی ہے - آج کل تو ایسی مشینیں بھی ہیں جو کھڑی فصل کو کاٹنے کے علاوہ بھُس اور گندم بھی علٰحدہ علٰحدہ کرتی جاتی ہیں - ایسی مشینوں کو "کمبائن ہارویسٹر" کہتے ہیں -

پنجاب میں ویسے تو بیشتر علاقوں میں گندم کاشت کی جاتی ہے ، لیکن فیصل آباد ، ٹوبہ ٹیک سنگھ ، ملتان ، وہاڑی ، ساہیوال ، اوکاڑہ ، جھنگ ، سرگودھا ، سیالکوٹ ، گجرات اور مُظفّر گڑھ کے اضلاع گندم کی کاشت کے لیے زیادہ مشہُور ہیں -

جن علاقوں میں نہریں نہیں ، وہاں ایسے بیج کاشت کیے جاتے ہیں جنھیں زیادہ پانی کی ضرُورت نہیں ہوتی - ویسے بھی وہاں کے کاشت کار اگست اور ستمبر کے مہینوں میں ہونے والی بارشوں سے فائدہ اُٹھاتے ہیں - بارش کے بعد ہَل چلا کر سہاگہ پھیرتے ہیں - اِس طرح نمی زمین کے اندر چلی جاتی ہے جس پر گندم کی کاشت کی تیاری شروع کر دیتے ہیں - دسمبر اور جنوری کے مہینوں میں بھی کچھ بارش ہو جاتی ہے - یہ بارش گندم کی فصل کے لیے بہُت مُفید ہوتی ہے -

چنا صُوبہ پنجاب کی اہم فصل چنے کی ہے - چنے کی فصل کو زیادہ پانی کی ضرُورت نہیں ہوتی ، اِس لیے یہ بارانی* علاقوں میں اکثر کاشت کی جاتی ہے - اِس کے پکنے کے لیے ایک یا دو ہلکی ہلکی بارشیں ہی کافی ہوتی ہیں - سردیوں میں پڑنے والی اوس بھی چنے کی فصل کے لیے مُفید ہوتی ہے - چنے گھوڑوں اور بکریوں کی مرغوب غذا ہے - چنے کی بیسنی روٹی بھی بہُت پسند

* بارانی علاقے ایسے علاقوں کو کہتے ہیں جہاں فصلوں کی کاشت کا انحصار صرف بارش پر ہو -

کی جاتی ہے - سبز چنے سبزی کے طور پر اِستعمال ہوتے ہیں اور اِن کی پکی ہُوئی کھچڑی تو بہُت مزے دار ہوتی ہے - چنے نہری عِلاقوں میں بھی کاشت کیے جاتے ہیں - اِن کی کاشت زیادہ تر میانوالی ، بھکّر ، خوشاب ، سرگودھا ، ساہیوال ، گجرات ، جہلم ، مظفر گڑھ ، لیہ ، ڈیرہ غازی خاں اور راجن پُور کے ضِلعوں میں ہوتی ہے -

دھان موسمِ گرما کے شرُوع میں کاشت ہونے والی فصلوں کو ' خریف کی فصلیں ' کہتے ہیں - اِنھیں زیادہ پانی کی ضرورت ہوتی ہے - اِن میں دھان بہُت اہم فصل ہے - جب تک فصل نہ پکے ، دھان کے کھیت میں موزوں مِقدار میں پانی کھڑا رکھنا ضروری ہے - دھان کی پنیری جب کھیتوں میں لگائی جاتی ہے ، اُس وقت بھی کھیتوں میں پانی کھڑا ہونا ضروری ہوتا ہے- دھان کے کھیت میں ہَل بھی کھڑے پانی ہی میں چلایا جاتا ہے -

دھان کے پودے کو ایک قِسم کا کیڑا لگ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے - یہ کیڑا فصل کو بہُت نُقصان پُہنچاتا ہے ، اس لیے فصل کو اِس کیڑے سے بچانے کے لیے جہازوں کے ذریعے باقاعدگی سے دَوا چھڑکی جاتی ہے -

ہمارے صُوبے میں بہُت اعلیٰ قِسم کے دھان کاشت ہوتے ہیں - باسمتی چاول جب پک رہے ہوتے ہیں تو اُن کی خُوشبُو دُور دُور تک جاتی ہے - دھان سے چاول نکال کر ہم کروڑوں رُوپوں کا چاول باہر کے مُلکوں کے ہاتھ بیچ کر روپیہ کماتے ہیں جس سے مشینیں اور ٹریکٹر وغیرہ خریدتے ہیں اور مُلک اور صُوبے کی ترقّی میں حِصّہ لیتے ہیں -

چاول زیادہ تر گوجرانوالا ، شیخوپورہ ، سیالکوٹ اور قصور کے ضِلعوں میں پیدا ہوتے ہیں - اب ضِلع سرگودھا ، فیصل آباد ، گجرات ، جھنگ اور ساہیوال میں بھی ان کی کاشت ہونے لگی ہے -

کپاس کپاس بھی دھان کی طرح خریف کی اہم فصل ہے - ہم رُوئی باہر کے مُلکوں کے ہاتھ بیچ کر کروڑوں رُوپے

کماتے ہیں ۔ کپاس کی کاشت گندم کی کٹائی کے فوراً بعد شرُوع ہو جاتی ہے ۔

کپاس کی رُوئی لحافوں میں بھرنے کے کام آتی ہے ۔ اِس سے کھیس اور دریاں بھی بنائی جاتی ہیں ۔ رُوئی سے دھاگہ اور کپڑا بھی تیار کیا جاتا ہے ۔ کپاس زیادہ تر مُلتان ، وہاڑی ، ساہیوال ، اوکاڑہ ، فیصل آباد ، ٹوبہ ٹیک سنگھ ، جھنگ ، سرگودھا ، قصُور ، بہاول نگر اور رحیم یار خاں کے ضِلعوں میں کاشت کی جاتی ہے ۔ اعلیٰ قِسم کی کپاس کی رُوئی باہر کے مُلکوں کے ہاتھ بیچی جاتی ہے ۔

جوار اور باجرا جوار اور باجرا عام طور پر بارانی عِلاقوں میں کاشت کیے جاتے ہیں ۔ اِن فصلوں کو زیادہ پانی کی ضرورت نہیں ہوتی ۔ جوار اور باجرے کو چارے کے طور پر بھی اِستعمال کیا جاتا ہے ۔ اِن کے ڈنٹھل خشک کرکے رکھ لیے جاتے ہیں اور موسِم سرما میں مویشیوں کو چارے کے طور پر ڈالے جاتے ہیں ۔

گنّا گنّا قریباً سارے سال کی فصل ہے ۔ اِسے عام طور پر فروری کے مہینے میں کاشت کیا جاتا ہے ۔ اِسے زرخیز زمین اور زیادہ پانی کی ضرورت ہوتی ہے ۔ گنّے سے گُڑ اور سفید شکر بنائی جاتی ہے ۔ اِس کی کاشت زیادہ تر فیصل آباد، ٹوبہ ٹیک سنگھ ، ملتان ، وہاڑی ، ساہیوال ، قصُور ، رحیم یار خاں ، بہاول نگر ، شیخوپورہ ، گوجرانوالا ، سرگودھا ، جھنگ ، میانوالی، مُظفّر گڑھ اور گجرات کے ضِلعوں میں ہوتی ہے ۔

پَٹ سَن پَٹ سَن کے ریشے سے بوریاں ، ٹاٹ اور رسّے بنانے کے لیے دھاگا بنایا جاتا ہے ۔ اِس فصل کو پانی کی بہُت ضرورت ہوتی ہے اور اِس کے لیے زمین بھی زرخیز چاہیے ۔ اب ہمارے صُوبے میں اِس کی کاشت پر خاص توجّہ دی جانے لگی ہے ۔ اس کی زیادہ تر کاشت سرگودھا ، فیصل آباد ، گوجرانوالا اور مُظفّر گڑھ کے ضِلعوں میں ہوتی ہے ۔

تمباکو راولپنڈی ، گجرات ، جھنگ ، گوجرانوالا ، شیخوپورہ ، اٹک ، سرگودھا ، ساہیوال ، اوکاڑہ ، وہاڑی ، مظفرگڑھ اور بہاول پور کے ضلعوں میں تمباکو کی کاشت پر زیادہ توجّہ دی جاتی ہے ۔

مونگ پھلی مونگ پھلی کی کاشت کے لیے چکوال ، جہلم ، راولپنڈی ، اٹک اور بہاول نگر کے ضلعے مشہور ہیں۔ اِن علاقوں میں ہر سال ندی نالے ریتلی مٹّی بہا کر لاتے ہیں اور سَیلاب کے دنوں میں یہ ریتلی مٹّی کی تہیں بچھا دیتے ہیں جن میں مونگ پھلی خُوب بڑھتی پھلتی ہے ۔

دالیں دالیں ، صُوبے میں قریباً ہر جگہ کاشت کی جاتی ہیں ۔ انھیں کاشت کرنے کے لیے زیادہ پانی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ دال ماش کی پیداوار کے لیے جہلم ، چکوال ، سیالکوٹ اور راولپنڈی کے اِضلاع اہم ہیں ۔ دال مونگ ضلع چکوال ، جہلم اور راولپنڈی کے اضلاع میں کاشت کی جاتی ہے ۔ دال مسُور کی کاشت کے لیے ضلع سیالکوٹ اہم ہے ۔

سوالات

1 — ہماری حکومت نے جو زرعی اِنتظامات کر رکھے ہیں اُن کے نام بتائیں ۔

2 — فصلِ ربیع اور فصلِ خریف کِسے کہتے ہیں ؟

3 — فصلِ خریف میں پیدا ہونے والی فصلیں کب بوئی جاتی ہیں اور کب کاٹی جاتی ہیں ؟

4 — کپاس کی رُوئی ہمارے کس کام آتی ہے ، مختصر بیان کریں ۔

5 — غلط فقرات کے سامنے × لگائیں اور درست فقرات کے سامنے ✓ لگائیں ۔

(i) پنجاب میں زیادہ تر لوگ شہروں میں رہتے ہیں ۔

(ii) جوار اور باجرا عام طور پر بارانی علاقوں میں کاشت کیے جاتے ہیں ۔

(iii) ہمارے صُوبے میں اعلیٰ قسم کی دھان کاشت نہیں ہوتی ۔

(iv) ہم رُوئی باہر کے مُلکوں میں بیچ کر کروڑوں روپے کماتے ہیں ۔

(v) دھان فصلِ خریف کی پیداوار ہے ۔

6 — خالی جگہوں کو پُر کریں ۔

(i) دیہات کے لوگوں کا پیشہ ------------ ہے ۔

(ii) جہاں نہری پانی کم ہے وہاں ------------ لگائے گئے ہیں ۔

(iii) زرعی تجرباتی ادارے -------------- کی تلاش کرتے ہیں ۔



ہمارے مویشی





ہم صُوبے کے جس حصّے میں بھی جائیں گائیں ، بیل ، بھینسیں، گھوڑے ، اُونٹ ، بھیڑیں اور بکریاں ضرور نظر آئیں گی ۔

جانور ہماری بہُت سی ضروریات کو پُورا کرتے ہیں ، اِس لیے ہم اُن سے بہُت پیار کرتے ہیں ۔ اُن کے جسم پر پیار سے ہاتھ پھیریں تو یہ جانور جواب میں دُم ہلاتے ہیں ۔ اگر ہم بُلائیں تو ہماری طرف بھاگے آتے ہیں ۔ کسانوں کا تو ان کے بغیر گزُارا ہی نہیں ۔ ہَل چلانے اور رہٹ کھینچنے کے لیے بیل ، دُودھ لسی اور مکھن کے لیے گائیں اور بھینسیں ، سفر کے لیے گھوڑے اور اُونٹ ، اُون اور گوشت کے لیے بھیڑیں اور بکریاں پالی جاتی ہیں ۔ گو شہروں میں بھی دُودھ کے لیے گائیں اور بھینسیں پالی



اشارات برائے اساتذہ : نقشہ کی مدد سے پڑھائیں ۔

جاتی ہیں ، لیکن بڑھتی ہُوئی آبادی کے لیے ہمیں بہُت سے اور مویشیوں کی ضرورت ہے تاکہ ہماری دُودھ اور گوشت کی ضرورت پُوری ہو سکے ۔

ہم سکول جاتے ہیں ، خُوب بھاگتے دوڑتے ہیں ، گھر آکر بھی خاموش نہیں بیٹھتے ۔ بھائی ، بہنوں سے کھیلتے ہیں یا پھر گلی میں نکل جاتے ہیں اور بھاگنے دوڑنے والی کھیلوں میں حِصّہ لیتے ہیں ۔ گھر کے کام بھی کرتے ہیں ۔ اِن سرگرمیوں کے لیے ہمیں اچھّی غذا کی ضرورت ہے ۔ دُودھ اور گوشت ہمارے لیے بہُت مُفید غذا ہے ۔ اِس سے ہمارا جسم بڑھتا ہے ۔ ہماری ہڈیاں مضبُوط ہوتی ہیں ۔ گوشت کھانے سے ہم میں اِتنی طاقت آجاتی ہے کہ ہم بیماریوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں ۔ یہ تمام چیزیں ہمیں مویشیوں ہی سے ملتی ہیں ۔ فصلیں کاشت کرنے کے لیے بھی اِنھیں سے مدد لینا پڑتی ہے ۔ ہماری حکومت بھی مویشیوں کی اہمیّت سے غافل نہیں ، اِسی لیے حکومت نے اِن کے علاج کے لیے ہسپتال کھولے ہوئے ہیں ۔ نیز مویشی پالنے والوں کو مشورہ دینے کے لیے ایک الگ محکمہ قائم ہے ۔ اچھّی نسل کے مویشی پالنے کے لیے فارم بھی قائم کیے گئے ہیں ۔

رکھ غلاماں تجرباتی فارم

ضِلع بھکّر میں رکھ غلاماں کے مقام پر مویشیوں کا ایک تجرباتی فارم قائم کیا گیا ہے ۔ اِس فارم میں ہر قسم کے بیل ، گائیں اور بھینسیں پالی جاتی ہیں ۔ اِن جانوروں کی پرورش اِس طرح کی جاتی ہے کہ گائیں ، بھینسیں اور زیادہ دُودھ دیں اور بیل موٹے تازے ہو جائیں تاکہ کھیتوں میں زیادہ دیر تک کام کر سکیں اور اِن سے گوشت بھی زیادہ حاصل کیا جا سکے ۔ محکمہ حیوانات کے ماہرین اپنے اِن تجربات سے اِن تمام لوگوں کو آگاہ کرتے ہیں جنھوں نے گائیں اور بھینسیں پال رکھی ہیں۔

ہماری حکومت نے مویشیوں کی افزائش کے لیے ضِلع بھکّر کے علاوہ قادر آباد (ضلع ساہیوال)، بہادر نگر (ضلع اوکاڑہ) ، فاضل پور (ضلع اٹک) ، ہارون آباد (ضلع بہاول نگر) میں فارم کھولے ہوئے ہیں ۔ اوکاڑہ میں ملٹری ڈیری فارم میں بہُت اچھّی

نسل کی گائیں اور بھینسیں ہیں ۔ جرسی نسل کی کچھ گائیں باہر کے ممالک سے منگوائی گئی ہیں ۔ اوکاڑہ ڈیری فارم کا مکھن ہماری فوج کی مکھن کی ضرورت کو پُورا کرتا ہے ۔ حکومت اُن لوگوں کی جو اپنے فارم قائم کرنا چاہتے ہیں ، مدد بھی کرتی ہے اور انھیں مشورے بھی دیتی ہے ۔ اِن میں سے ضِلع ملتان میں جہانگیر آباد فارم اور اللہ داد فارم ، عبّاس شاہ فارم (ضِلع ساہیوال) کالرا فارم (ضلع سرگودھا) ، کالاباغ فارم (ضِلع میانوالی) ، شاہ جیونا فارم (ضِلع جھنگ) قابلِ ذکر ہیں ۔

ہمارے صُوبے کے نہری علاقوں میں " نیلی راوی نسل کی بھینسیں " اور " ساہیوال نسل کی گائیں " زیادہ دُودھ دینے کے لیے بُہت مشہور ہیں ۔

" دھنی نسل " کی گائے اور بیل کم بارش والے علاقوں میں عام پائے جاتے ہیں کیونکہ یہ خشک چارا بھی شوق سے کھا لیتے ہیں ۔ یہ گائیں دُودھ کم دیتی ہیں ۔ اِس نسل کے بیل چُست و چالاک ہونے کی وجہ سے دامنِ کوہ کے چھوٹے چھوٹے علاقوں میں ہَل چلانے کے لیے مفید ہوتے ہیں ۔

" تھری نسل " کی گائے اور بیل ریگستانی علاقے میں پائے جاتے ہیں ۔ یہ پانی کی قلّت برداشت کر لیتے ہیں اور خُشک چارے پر گزارا کر لیتے ہیں ۔ یہ زیادہ تر ضِلع میانوالی ، ضِلع رحیم یار خاں اور ضلع بہاول پُور میں پائے جاتے ہیں ۔

ضلع مُظفّر گڑھ ، ضِلع راجن پُور اور ضِلع ڈیرہ غازی خاں میں " داجل " اور " روجھان " نسل کے بیل ملتے ہیں ۔ اِن کا جسم بُہت مضبوط ہوتا ہے اور بیل گاڑیاں بڑی ہوشیاری سے کھینچتے ہیں ۔

بھیڑیں بھیڑ بڑا شریف جانور ہے ۔ بکری کی طرح بھیڑ اِدھر اُدھر منہ نہیں مارتی اور خُشک گھاس پر بھی گزارا کر لیتی ہے ۔ ہم اس کا گوشت بھی کھاتے ہیں اور اس کی اُون سے سویٹر اور گرم کپڑے اور اس کی کھال سے جُوتے بھی بناتے ہیں ۔ بھیڑ ،

بکری کے مقابلے میں کم دُودھ دیتی ہے ، البتہ اس کا دُودھ بہُت گاڑھا ہوتا ہے ۔ اگر اِسے بلویا جائے تو بہُت سا مکھن نکل آتا ہے۔

پنجاب میں ابھی کئی علاقے ایسے ہیں جہاں نہری پانی نہیں ملتا اور بارش وہاں بھی کم ہوتی ہے ، اِس لیے کھیتی باڑی نہیں ہو سکتی ۔ ایسی جگہوں پر بھیڑیں پالنا اہم پیشہ ہے ۔ بھیڑ اچھّی بُری گھاس سب کھا لیتی ہے ۔ اگر اِس کے نہلانے اور اِسے صاف سُتھرا رکھنے کا مناسب بندوبست ہو تو اِس سے ہم نہایت عُمدہ اور ملائم اُون حاصل کر سکتے ہیں جسے ہم باہر کے مُلکوں کے ہاتھ بیچ کر لاکھوں رُوپے کما سکتے ہیں ۔ اگر ہم چراگاہوں کی حفاظت کریں اور بھیڑوں کو بیماری سے بچانے کے متعلق تدبیروں پر عمل کریں تو اِن کی تعداد میں بہُت اضافہ ہو سکتا ہے اور اِس طرح گوشت کی کمی کو پُورا کیا جا سکتا ہے۔

بھیڑوں سے اُون عام طور پر دو موسموں میں کاٹی جاتی ہے ۔ ایک دفعہ موسمِ بہار میں اور دُوسری مرتبہ موسمِ خزاں میں۔ موسمِ بہار میں جو اُون حاصل ہوتی ہے اس کا رنگ سفید ہوتا ہے اور یہ اُون بہُت مہنگے داموں بِکتی ہے ۔ موسمِ خزاں میں حاصل ہونے والی اُون کا رنگ زرد ہوتا ہے ۔ لیکن اگر ہم گرمیوں کے مہینوں میں دوپہر کے وقت بھیڑوں کو چھاؤں میں رکھّیں، اِنھیں نہلاتے رہیں اور مناسب خوراک دیں تو اُون کا رنگ زرد نہیں پڑے گا اور اس طرح ہم موسمِ خزاں کی کاٹی ہُوئی اُون بھی مہنگے داموں بیچ سکیں گے ۔

حکومت نے باقی مویشیوں کی طرح بھیڑوں کے بھی فارم بنائے ہوئے ہیں ۔ اِن میں سب سے بڑا فارم رَکھ کھیرے والا (ضلع مُظفّر گڑھ) میں ہے ۔ اِس فارم میں قریباً ہر قسم کی بھیڑیں پالی جاتی ہیں ۔ اِس فارم میں بکریوں کی بھی بہُت سی قسمیں پرورش پاتی ہیں ۔ یہ ایک تجرباتی فارم ہے جہاں محکمہ حیوانات کے ماہرین تجربے کرکے بھیڑیں پالنے والوں کو بھیڑیں پالنے کے بہتر طریقے بتاتے ہیں ۔

گھوڑے گھوڑا ہمارے صُوبے کا بہُت مُفید جانور ہے ۔ یہ تانگے اور ریڑھے کھینچتا ہے ۔ لوگ اِس پر سواری بھی کرتے ہیں ۔ نیزہ بازی کے شوقین ، بلوچی نسل کے گھوڑوں کو بہُت پسند کرتے ہیں ۔ انمول نسل کے گھوڑے ضِلع سرگودھا میں مِلتے ہیں ۔ فوج کے استعمال کے لیے تھارو برِیڈ نسل کے گھوڑے بھی پالے جاتے ہیں ۔

اُونٹ اُونٹ ویسے تو صحرائی عِلاقے کا جانور ہے اور کئی کئی دن بغیر کھائے پیے گزُارا کرلیتا ہے ، لیکن یہ جانور ہمارے صُوبے کے اکثر حصّوں میں مِلتا ہے ۔ پہاڑی نسل کے اُونٹ ضِلع جہلم ، ضِلع راولپنڈی ، ضِلع اٹک ، ضِلع راجن پور اور ضِلع ڈیرہ غازی خاں کے دُشوار گزار عِلاقوں میں بھاری سامان اُٹھائے پھرتے نظر آتے ہیں ۔ تھلی اُونٹ ، ریگستانی علاقوں میں پائے جاتے ہیں ۔ یہ بہُت دن پانی کے بغیر رہ سکتے ہیں ۔ میدانی علاقوں میں پائے جانے والے اُونٹ کو پنجابی نسل کا اُونٹ کہتے ہیں ۔ اس کا قد بڑا ہوتا ہے اور پہاڑی اور تھلی اُونٹ کی بہ نسبت بھاری بھرکم ہوتا ہے ۔

سوالات

1۔ پنجاب میں پائے جانے والے مویشیوں کے نام لکھیں ۔ 2 ۔ مویشیوں کے فوائد لکھیں ۔

3۔ ہماری حکومت نے مویشیوں کی افزائِش نسل کے لیے کہاں کہاں فارم کھول رکھے ہیں ؟

4۔ خالی جگہ پُر کریں ۔

(i) بھیڑ بڑا ______ جانور ہے ۔ (ii) گوشت سے ______ مضبوط ہوتی ہے ۔

(iii) اچھی نسل کے مویشی پالنے کے لیے ______ قائم کیے گئے ہیں ۔




معدنیات




زمین کے اندر بھی بے پناہ خزانے موجُود ہیں جنھیں معدنیات کہتے ہیں ۔ اِن معدنیات کو زمین کھود کر حاصل کیا جاتا ہے۔ کئی دفعہ تو سینکڑوں میٹر زمین کے اندر جانا پڑتا ہے ، پھر کہیں جاکر معدنیات ملتی ہیں ۔ لیکن جب ہماری محنت ٹھکانے لگتی ہے تو کہیں تو عام اِستعمال کی چیزیں مثلاً معدنی تیل ، کوئلہ اور لوہے جیسی مُفید چیزیں ملتی ہیں اور کہیں سونا ، چاندی ، ہیرے اور پلاٹینم جیسی قیمتی دھاتیں ملتی ہیں ۔

آئیے آج ہم اپنے صُوبے میں ملنے والی معدنیات کے بارے میں پڑھیں اور دیکھیں کہ یہ ہمارے کِس کِس کام آتی ہیں ۔

نمک

نمک ہم ہر روز اِستعمال کرتے ہیں ۔ اگر سالن میں نمک کم رہ جائے تو کھانے کا مزہ نہیں آتا ۔ نمک ہمارے جسم کے لیے بھی ضروری ہے اور یہ بہُت سی دواؤں میں بھی اِستعمال ہوتا ہے ۔ ہمارے صُوبے میں نمک کھیوڑہ (ضلع جہلم)، کالا باغ (ضلع میانوالی) اور وڑچھا (ضلع خوشاب) میں ملتا ہے ۔ کھیوڑہ میں دُنیا کی سب سے بڑی نمک کی کان ہے ۔

کوئلہ

کوئلہ مکڑوال (ضلع میانوالی) ، چھوٹی بنگلہ (ضلع اٹک) ، خان پور ، چوآسیدن شاہ ، ڈنڈوت ، پڈھ ، ڈھلوال ، بشارت ، آڑہ، اور منارہ (ضلع چکوال) ، کھیوڑہ ، رتوچھہ اور ٹلہ جوگیاں (ضلع جہلم) ، پیل ، کٹھہ (ضلع خوشاب) اور راکھی مون (ضلع

اشارات برائے اساتذہ : نقشہ کی مدد سے پڑھائیں ۔ معدنیات کے مقامات بچوں کو یاد کرانا مقصود نہیں صرف بچوں کو واقفیت کرانا مقصد ہے ۔

ڈیرہ غازی خاں) میں ملتا ہے ۔

یہ کوئلہ زیادہ اچھی قسم کا نہیں، بھر بھرا سا ہوتا ہے ۔ اس کوئلے کو چونے کی بھٹیوں اور اینٹوں کے بھٹوں میں استعمال کرتے ہیں۔

معدنی تیل تت ، ڈھلیاں اور کھوڑ (ضلع اٹک)، میال ، دھرنال ، بالکسر اور کرسال (ضلع چکوال) میں ملتا ہے ۔ یہ جب زمین سے نکالا جاتا ہے تو صاف نہیں ہوتا ۔ اس تیل کو لوہے کی نالیوں کے ذریعے راولپنڈی پہنچایا جاتا ہے۔ راولپنڈی میں مورگاہ کے مقام پر تیل صاف کرنے کا کارخانہ ہے ۔ اس کارخانے میں تیل صاف ہوتا ہے جسے پھر ملک کے باقی حصوں میں پہنچایا جاتا ہے ۔

معدنی تیل کی تلاش کے لیے آزمائشی کنوئیں کھودے جا رہے ہیں ۔ اب ڈیرہ غازی خاں میں تیل کے ذخیرے ملے ہیں۔ ضلع وہاڑی میں بھی تیل کی تلاش کی جا رہی ہے ۔ انشاء اللہ ہماری محنت ٹھکانے لگے گی اور بہت سا تیل مل جائے گا۔ دھرنال ضلع اٹک کے مقام پر دو کنوئیں کھودے گئے ہیں اور تیل حاصل کیا جا رہا ہے ۔

قدرتی گیس قدرتی گیس جلانے کے کام آتی ہے اور بہت سی حرارت دیتی ہے ۔ یہ گیس کارخانوں اور گھروں میں ایندھن کے طور پر استعمال کی جاتی ہے ۔ یہ قدرتی گیس ہمارے صوبے میں ضلع اٹک میں تت اور ضلع چکوال میں بالکسر اور میال کے مقام پر نکلتی ہے ۔ حال ہی میں ڈیرہ غازی خاں اور ملتان کے نزدیک منٹ پور میں گیس کے ذخیرے ملے ہیں۔ اس وقت پنجاب میں قدرتی گیس کوئی زیادہ مقدار میں نہیں نکلتی، اس لیے ہم جو گیس استعمال کر رہے ہیں وہ زیادہ تر صوبہ بلوچستان سے آتی ہے ۔

لوہا لوہا بہت کام کی چیز ہے ۔ یہ مشینیں بنانے ، اوزار بنانے ، گاڑیاں بنانے اور بے شمار روزمرہ کی استعمال کی چیزیں بنانے

ہیں استعمال ہوتا ہے ۔ ضلع میانوالی میں پچالی اور گلاخیل کے مقام پر لوہا ملتا ہے ۔اِسی لیے کالا باغ (ضلع میانوالی) میں فولاد بنانے کا کارخانہ زیرِ غور ہے ۔ ڈیرہ غازی خاں میں بھی راکھی مُون کے مقام پر لوہا ملتا ہے ۔ وہاں بھی فولاد بنانے کا کارخانہ لگایا جائے گا ۔

چُونے کا پتّھر | چُونے کا پتھر، سیمنٹ بنانے کے کام آتا ہے ۔ یہ موسیٰ خیل (ضلع میانوالی)، واہ (ضلع راولپنڈی)، جبّی، جوہرآباد (ضلع خوشاب) اور شاہین آباد (ضلع سرگودھا)، ڈنڈوت، آڑہ، چوآسیدن شاہ (ضلع چکوال)، رتوچھ اور کھیوڑہ (ضلع جہلم) اور سخی سرور (ضلع ڈیرہ غازی خاں) میں ملتا ہے ۔

جپسم | جپسم بڑے کام کا پتّھر ہے، اِسے کھاد بنانے اور سیمنٹ بنانے میں اِستعمال کیا جاتا ہے ۔ یہ کھیوڑہ، اسمٰعیل وال (ضلع جہلم)، آڑہ، ڈنڈوت (ضلع چکوال)، موسیٰ خیل (ضلع میانوالی) اور راکھی مُون (ضلع ڈیرہ غازی خاں) میں ملتا ہے ۔

سیلیکا | شیشہ بنانے والی ریت پچالی، ڈٹا، کالاباغ، پائی خیل، بوری خیل (ضلع میانوالی) اور خوشاب ضلعے میں ملتی ہے ۔

ڈولا مائیٹ | ڈولا مائیٹ بھی چُونے کے پتّھر کی قِسم ہے ۔ یہ ضلع میانوالی میں ملتا ہے ۔ یہ فولاد بنانے میں اِستعمال ہوتا ہے ۔

چائنا مٹّی | یہ سفید رنگ کی مٹّی ڈنڈوت کے مقام پر ملتی ہے اور برتن بنانے کے کام آتی ہے ۔

یورینیم | یہ دھات ضلع ڈیرہ غازی خاں میں کافی مقدار میں ملی ہے ۔ یہ بہُت قیمتی دھات ہے ۔ یہ ایٹمی توانائی کی دھات ہے ۔ ڈیرہ غازی خاں میں ایک ایٹمی مرکز قائم ہو رہا ہے جس میں یہ دھات اِستعمال ہوگی ۔

بجری | بجری عمارتیں بنانے کے کام آتی ہے ۔ یہ بُرہان پُور، لارنس پُور، حسن ابدال (ضلع اٹک)، ماڑی انڈس (ضلع میانوالی) سنجانی اور ٹیکسلا (ضلع راولپنڈی)، خوشاب اور جوہرآباد (ضلع خوشاب)، چنیوٹ، ربوہ، چک نمبر 10 اور چک نمبر 11

(ضلع جھنگ)، شاہ کوٹ اور سانگلا ہل (ضلع شیخوپورہ) میں ملتی ہے ۔ ضلع راولپنڈی میں سواں کیمپ اور مرگلہ میں ریت، بجری ملتی ہے جو عمارتیں بنانے کے کام آتی ہے ۔



سوالات

1 — معدنیات سے کیا مُراد ہے ؟

2 — ہمارے صُوبے میں ملنے والی اہم معدنیات کون کون سی ہیں ؟

3 — ہمارے صُوبے میں نمک کہاں سے ملتا ہے ؟ نیز دُنیا کی سب سے بڑی نمک کی کان کہاں ہے ؟

4 — ہمارے صُوبے میں قدرتی گیس جہاں جہاں سے نکلتی ہے ان مقامات کے نام لکھیے ۔

5 — مندرجہ ذیل پر مختصر نوٹ لکھیں :-

کوئلہ ، معدنی تیل ، لوہا ، چُونے کا پتّھر ۔



کارخانے اور گھریلو صنعتیں



یہ بات تو تیسری جماعت میں بتائی جا چکی ہے کہ جتنے کارخانے اور گھریلو صنعتیں زیادہ ہوں گی ، اِتنا ہی لین دین زیادہ ہو گا ، میل ملاپ بڑھے گا ، ہمارے پاس زیادہ پیسے ہوں گے ، ہم اچھے مکان بنائیں گے ، اچھے کپڑے پہنیں گے ، اچھے سکول بنائیں گے اور اچھی تعلیم حاصل کریں گے ۔ یہی وجہ ہے کہ جن مُلکوں میں کارخانے زیادہ ہیں وہاں کے رہنے والے لوگ خُوش حال ہیں ۔ اپنے کارخانوں میں بنی ہُوئی چیزیں دُوسرے مُلکوں کو بھیجتے ہیں اور خُوب روپیہ کماتے ہیں ۔

کارخانوں کا ایک اور بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اِن میں ہزاروں کارکن کام کرتے ہیں ۔ اُنھیں اُن کی محنت کا معاوضہ مِلتا ہے جس

اشارات برائے اساتذہ : نقشہ کی مدد سے پڑھائیں ۔ کارخانوں کے مقامات یاد کرانا مقصود نہیں بلکہ صرف بچوں کو واقفیت کرانا مقصد ہے ۔

سے وہ اپنے بال بچّوں کی ضرُوریات کو پُورا کرنے کے ساتھ ساتھ مُلک کی ترقّی میں حصّہ لیتے ہیں ۔ جو چیزیں یہاں بنتی ہیں اب ہم باہر سے نہیں منگواتے ، اِس طرح ہم اپنا روپیہ بچا لیتے ہیں ۔ جب ہم اپنی ضرُوریات سے زیادہ چیزیں بنانے لگ جاتے ہیں تو وُہ چیزیں باہر کے مُلکوں کے ہاتھ بیچ کر زرِ مبادلہ کماتے ہیں جس سے اور مشینیں خریدتے ہیں اور مزید کارخانے لگاتے ہیں ۔ اِن کارخانوں کی وجہ سے بہُت سے لوگوں کو روزگار بھی مِل جاتا ہے ۔ صرف ریلوے ورکشاپ ، لاہور ہی میں ایک لاکھ کے قریب کارکن کام کرتے ہیں ۔

آپ نے اپنے ضلعے کے کارخانوں کی سیر تو تیسری جماعت میں کی تھی ۔ آئیے اب اپنے صُوبے کے کارخانوں کے بارے میں بھی پڑھیں ۔

سُوتی کپڑا بنانے کے کارخانے

ہمارے صُوبے میں سُوتی کپڑا بنانے کے کارخانے فیصل آباد ، راولپنڈی ، سرگودھا ، اوکاڑہ ، ساہیوال ، جوہر آباد ، مُلتان ، رحیم یار خاں ، میانوالی ، مُظفّر گڑھ اور شیخوپورہ میں لگائے گئے ہیں ۔ ہم اپنی ضرُورت سے کہیں زیادہ سُوتی دھاگا اور سُوتی کپڑا بناتے ہیں اور باہر کے مُلکوں کے ہاتھ بیچ کر کروڑوں روپے کماتے ہیں ۔

ریشمی کپڑا بنانے کے کارخانے

ہم پڑھ آئے ہیں کہ شہتُوت کے پتّوں پر ریشم کے کیڑے پالے جاتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کی قُدرت سے کیڑے اپنے مُنہ سے ایک لعاب نکالتے ہیں جس سے ریشمی دھاگا بنتا ہے ، اسے " اصلی ریشم " کہتے ہیں ۔ اصلی ریشم بہُت کم مقدار میں مِلتا ہے ، اِس لیے زیادہ تر کپڑا مصنوعی ریشمی دھاگے ہی سے بنایا جاتا ہے ۔ ضلع شیخوپورہ میں مریدکے کے قریب " ریان " دھاگا بنانے کی فیکٹری ہے ۔ ریان سے ریشمی کپڑا بنایا جاتا ہے ۔ ہمارے

صُوبے میں ریشمی کپڑا بنانے کے کارخانے فیصل آباد اور گوجرانوالا میں قائم کیے گئے ہیں ۔

اُونی کپڑا بنانے کے کارخانے

ہمارے صُوبے میں نیم پہاڑی اور ریگستانی علاقوں میں بہُت سی بھیڑیں پالی جاتی ہیں۔ اِن بھیڑوں سے بڑی ملائم اور عُمدہ قِسم کی اُون حاصل کی جاتی ہے ۔ اِس اُون کو کارخانوں میں صاف کرکے خُوبصورت رنگوں میں رنگ لیا جاتا ہے ۔ پھر اِن سے سویٹر، گرم کپڑے ، کمبل اور گرم چادریں بنائی جاتی ہیں ۔

ضلع اٹک میں لارنس پُور کے مقام پر اُونی کپڑا بنانے کا ایک بہُت بڑا کارخانہ ہے جس میں بہُت عُمدہ قِسم کا گرم کپڑا بنایا جاتا ہے ۔ اِس کارخانے کے علاوہ جھنگ ، فیصل آباد ، راولپنڈی اور ملتان میں بھی کمبل ، اُونی دھاگا اور کھُردرا اُونی کپڑا بنانے کے کارخانے لگائے گئے ہیں ۔

چینی بنانے کے کارخانے

پنجاب کے نہری علاقوں میں گنّے کی کاشت کی جاتی ہے ۔ گنّے کے رَس سے سفید چینی بنائی جاتی ہے ۔ چینی بنانے کے لیے کارخانے قصُور ، فیصل آباد ، ٹوبہ ٹیک سنگھ ، شیخوپورہ ، جھنگ ، سرگودھا ، گجرات ، لیّہ ، بھکّر ، رحیم یار خاں ، بہاول نگر ، گوجرانوالا اور ساہیوال کے ضِلعوں میں لگائے گئے ہیں ۔ اِن کارخانوں میں جائیں تو گیٹ کے باہر ہی گنّے سے لدے ہُوئے ٹرک ، گڈے اور ریڑھے کھڑے ہوتے ہیں ۔ یہاں گنّے کو تول کر کارخانے میں بھیج دیا جاتا ہے اور گنّے کے مالک روپے لے کر اپنے گھروں کی راہ لیتے ہیں ۔

کھاد بنانے کے کارخانے

ہمارا صُوبہ زراعت کے لیے مشہُور ہے ۔ زیادہ فصل حاصل کرنے کے لیے کھاد بہُت ضرُوری چیز ہے ۔ پہلے ہم باہر سے کھاد منگوایا کرتے تھے ، لیکن اب ہمارے صُوبے میں کئی ایک کارخانے قائم ہوگئے ہیں ۔ آپ نے " ببر شیر یوریا" کا نام تو سُنا ہوگا ۔ یہ کھاد کی ایک قِسم کا نام ہے اور جس کارخانے میں یہ کھاد

تیار کی جاتی ہے وُہ ضِلع شیخوپورہ میں واقع ہے۔ اِس کے عِلاوہ داؤد خیل ، ملتان ، فیصل آباد اور ماچھی گوٹھ (ضِلع رحیم یار خاں) میں کھاد بنانے کے کارخانے قائم کیے گئے ہیں۔

لوہے سے سامان بنانے کے کارخانے بھئی! یہ ساری مشینیں ، یہ ٹریکٹر ، عمارتوں کا سریا حتّٰی کہ سُوئی سے لے کر انجنوں تک تمام چیزیں لوہے کی بنی ہُوئی ہیں۔ سب سے اچھا لوہا فولاد کہلاتا ہے۔ ہمارے صُوبے میں کالا باغ کے مقام پر فولاد کا کارخانہ لگانے کا منصُوبہ زیرِ غور ہے۔ اِس وقت لوہے کا سامان بنانے کے لیے لاہور میں کئی کارخانے ہیں ، جن میں ریلوے ورکشاپ اور "پیکو" بُہت مشہُور ہیں۔ اِن کے عِلاوہ ٹیکسلا کے مقام پر بھاری مشینیں بنانے کا کارخانہ بن گیا ہے۔ جب یہاں فولاد بننے لگے گا تو ہم تمام قِسم کی مشینیں اپنے مُلک ہی میں بنائیں گے۔ ضِلع گوجرانوالا اور سیالکوٹ میں لوہے ، سٹین لیس سٹیل اور جست سے سامان بنانے کے بُہت سے کارخانے قائم ہیں۔

سیمنٹ بنانے کے کارخانے سیمنٹ ، چُونے کے پتّھر اور جپسم سے بنایا جاتا ہے۔ ہمارے صُوبے میں سیمنٹ بنانے کے کارخانے ضِلع راولپنڈی ، ضِلع میانوالی ، ضِلع جہلم اور ضِلع ملتان میں لگائے گئے ہیں۔

چاول چھڑنے کے کارخانے ضِلع گوجرانوالا ، ضِلع سیالکوٹ اور ضِلع شیخوپورہ میں لگائے گئے ہیں۔ ان عِلاقوں میں بُہت عُمدہ قِسم کا باسمتی چاول پیدا ہوتا ہے۔ ہم یہ چاول باہر کے مُلکوں کو بھی بھیجتے ہیں اور اس سے کروڑوں رُوپے کماتے ہیں۔

گندم پیسنے کے کارخانے قریباً ہر ضلعے کے بڑے بڑے شہروں اور قصبوں میں قائم ہیں تاکہ آٹا آسانی سے مِل سکے۔

دُودھ خُشک کرکے ڈبّوں میں بند کرنے کے لیے بھلوال (ضِلع سرگودھا) اور رینالہ خُورد (ضِلع اوکاڑہ) میں کارخانے لگائے گئے ہیں۔

پٹ سَن سے مختلف مصنوعات بنانے کے کارخانے : اب ہمارے صُوبے میں پٹ سَن کی کاشت کو بہُت رواج دیا جا رہا ہے۔ پٹ سَن سے بوریاں، رسّے، رسّیاں، ٹاٹ اور قالین وغیرہ بنائے جاتے ہیں۔ پٹ سَن سے دھاگا بنانے اور بوریاں بنانے کے کارخانے جڑانوالا اور مُظفر گڑھ میں لگائے گئے ہیں۔

بجلی کی موٹریں اور پنکھے بنانے کے کارخانے

پاکستان کے بنے ہُوئے بجلی کے پنکھے بہُت پائدار ہیں۔ یہ بہُت عرصہ چلتے رہتے ہیں اور خراب نہیں ہوتے۔ خانہ کعبہ اور مسجد نبوی میں پاکستانی ساخت کے پنکھے لگے ہُوئے ہیں۔ اکثر مُسلمان ممالک ہم سے پنکھے منگواتے ہیں۔ بجلی کے پنکھے بنانے کی صنعت میں ضِلع گجرات بہُت مشہُور ہے۔ ضِلع گجرات کے علاوہ گوجرانوالا، سیالکوٹ اور لاہور کے ضلعوں میں بھی بہُت اچھّی قِسم کے پنکھے اور اس کے ساتھ ساتھ بجلی کی موٹریں بنائی جاتی ہیں۔ گوجرانوالا میں اب بجلی کے ٹرانسفارمر اور ایئرکنڈیشنر بھی بنتے ہیں۔

بناسپتی گھی تیّار کرنے کے کارخانے

جُوں جُوں ہمارے مُلک کی آبادی بڑھتی جا رہی ہے، دیسی گھی ہمارے لیے ناکافی ہوتا جا رہا ہے۔ اِس لیے اب زیادہ تر گھی بنولوں، سُورج مُکھی اور دُوسرے تیل نکالنے والے بیجوں سے بنایا جاتا ہے۔ اِسے "بناسپتی" گھی کہتے ہیں۔ بناسپتی گھی تیّار کرنے کے کارخانے فیصل آباد، شیخوپورہ، ساہیوال، راولپنڈی، ملتان اور رحیم یار خاں کے اِضلاع میں لگائے گئے ہیں۔

گھریلو صنعتیں

جہاں مُلک کی ترقّی کے لیے کارخانے ضروری ہیں، وہاں گھریلو صنعتوں کی اہمیّت بھی بہُت زیادہ ہے۔ پنجاب میں کئی علاقوں

نے بعض کاموں میں خاص شہرت حاصل کرلی ہے اور وہاں کی ہاتھ سے بنی ہوئی چیزیں باہر کے مُلکوں میں بھیجی جاتی ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہاتھ سے چیزیں اِتنی عُمدہ اور اِتنی زیادہ بنائیں کہ باہر کے مُلک ہم سے یہ چیزیں خریدیں۔ اِس طرح ہم لاکھوں روپے کمائیں گے اور مُلک کی ترقّی میں حصّہ لیں گے۔

کھڈیوں پر کپڑا بُننا آج سے چند سال پہلے ہمارے جولاہے ہاتھ سے چلنے والی کھڈیوں پر کام کرتے تھے اور کھدر بناتے تھے، لیکن اب تو جا بجا بجلی سے چلنے والی کھڈیاں لگ گئی ہیں۔ فیصل آباد اور گوجرانوالا کے ضِلعوں میں جہاں بھی جائیں "کھٹ کھٹ" کی آواز گھروں سے سنائی دیتی ہے۔ ایک کمرے میں تین چار کھڈیاں لگ سکتی ہیں۔ گھر والے باری باری اِن پر کام کرتے رہتے ہیں اور یوں ایک دن میں بُہت سا کپڑا بنا لیتے ہیں۔ یہ موٹا کپڑا باہر کے مُلکوں میں بُہت پسند کیا جاتا ہے۔ اِن ضِلعوں کے عِلاوہ اب تو باقی جگہوں پر بھی کھڈیوں پر ہر قسم کا کپڑا بنایا جاتا ہے۔ فیصل آباد اور لاہور میں ہوزری کا بُہت عُمدہ سامان بنایا جاتا ہے۔

گوجرانوالا میں بجلی کی کھڈیوں پر بُہت عُمدہ قسم کا ریشمی کپڑا بھی بنایا جاتا ہے۔ کھڈی پر بُنا ہوا کپڑا کِسی بڑی فیکٹری کے بنے ہُوئے کپڑے سے گھٹیا نہیں ہوتا۔ کھیس، چادریں، لُنگیاں بھی کھڈیوں پر بنائی جاتی ہیں۔ یہ کھڈیاں ہاتھ سے بھی چلتی ہیں اور بجلی سے بھی۔ ضلع مُظفّر گڑھ، ضِلع سرگودھا، ضِلع خوشاب، ضِلع ملتان، ضِلع وہاڑی، ضِلع قصُور اور ضِلع بہاول نگر میں عُمدہ قِسم کے کھیس، چادریں اور لُنگیاں بُنی جاتی ہیں۔

سیالکوٹ میں کھیلوں کا سامان، چینی کے برتن، سٹین لیس سٹیل کے برتن اور ڈاکٹری کے آلات بڑے اعلیٰ معیار کے بنتے ہیں۔ گوجرانوالا میں بھی چینی کے برتن، سٹین لیس سٹیل کے برتن، ٹرنک، چُھریاں، کانٹے وغیرہ بنائے جاتے ہیں۔

ضلع گجرات ، ضلع میانوالی ، ضلع رحیم یار خاں ، ضلع بہاول پُور اور ضلع سرگودھا میں بڑی عُمدہ قسم کے مٹّی کے برتن بنائے جاتے ہیں ۔ کچھ برتن تو اِتنے باریک ہوتے ہیں کہ اِنھیں "کاغذی برتن" کہتے ہیں ۔ بہاول پُور میں برتنوں پر نقش و نگار بھی کیا جاتا ہے ۔ ملتان اور بہاول پُور میں اُونٹ کی کھال سے لیمپ شیڈ بنائے جاتے ہیں ۔ ملتان ، بہاول پور ، بہاول نگر ، رحیم یار خاں ، مظفر گڑھ ، ڈیرہ غازی خاں اور راجن پُور کے ضلعوں میں کھجُور کے پتّوں سے ٹوکریاں اور چٹائیاں وغیرہ بنائی جاتی ہیں ۔ اِن ضلعوں میں سرکنڈے کی تیلیوں سے بھی ٹوکریاں اور چنگیریں اور چٹائیاں بنائی جاتی ہیں ۔ اٹک کے تلّے کے جُوتے اور قصُور کے دیسی جُوتے بہُت مشہُور ہیں ۔ جھنگ اور اٹک میں گرم کمبل اور پٹّو بنائے جاتے ہیں ۔

چنیوٹ ، احمد پُور ، عیسیٰ شاہ (ضلع جھنگ) سلانوالی اور ساہیوال (ضلع سرگودھا) ، ملتان اور گجرات کے شہروں میں لکڑی کا بہُت عُمدہ قسم کا کام ہوتا ہے ۔

سوالات

1 ـــ کارخانوں سے ہمیں کیا کیا فائدے پہنچتے ہیں ؟

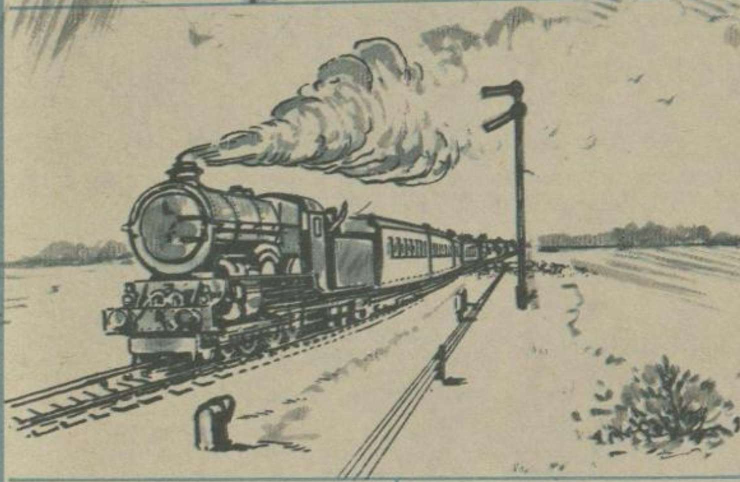
2 ـــ ہمارے صُوبے میں اُونی کپڑا بنانے کے کارخانے کہاں کہاں ہیں ؟

3 ـــ ہمارے صُوبے میں کِن کِن چیزوں کے کارخانے موجود ہیں ۔ تفصیل سے لکھیں ۔

4 ـــ گھریلو صنعتوں سے کیا مُراد ہے ، نیز ہمارے صُوبے کی اہم گھریلو صنعتیں کون کون سی ہیں ؟



ذرائع آمد و رفت



بچّوں کو گرمیوں کی چُھٹّیوں کا بے تابی سے اِنتظار تھا۔ اِدھر چُھٹّیاں شروع ہُوئیں، اُدھر اکثر بچّے اپنی کتابیں اور چُھٹّیوں کا کام ساتھ لیے اپنے رشتہ داروں کے ہاں چل دیے۔

ریلیں

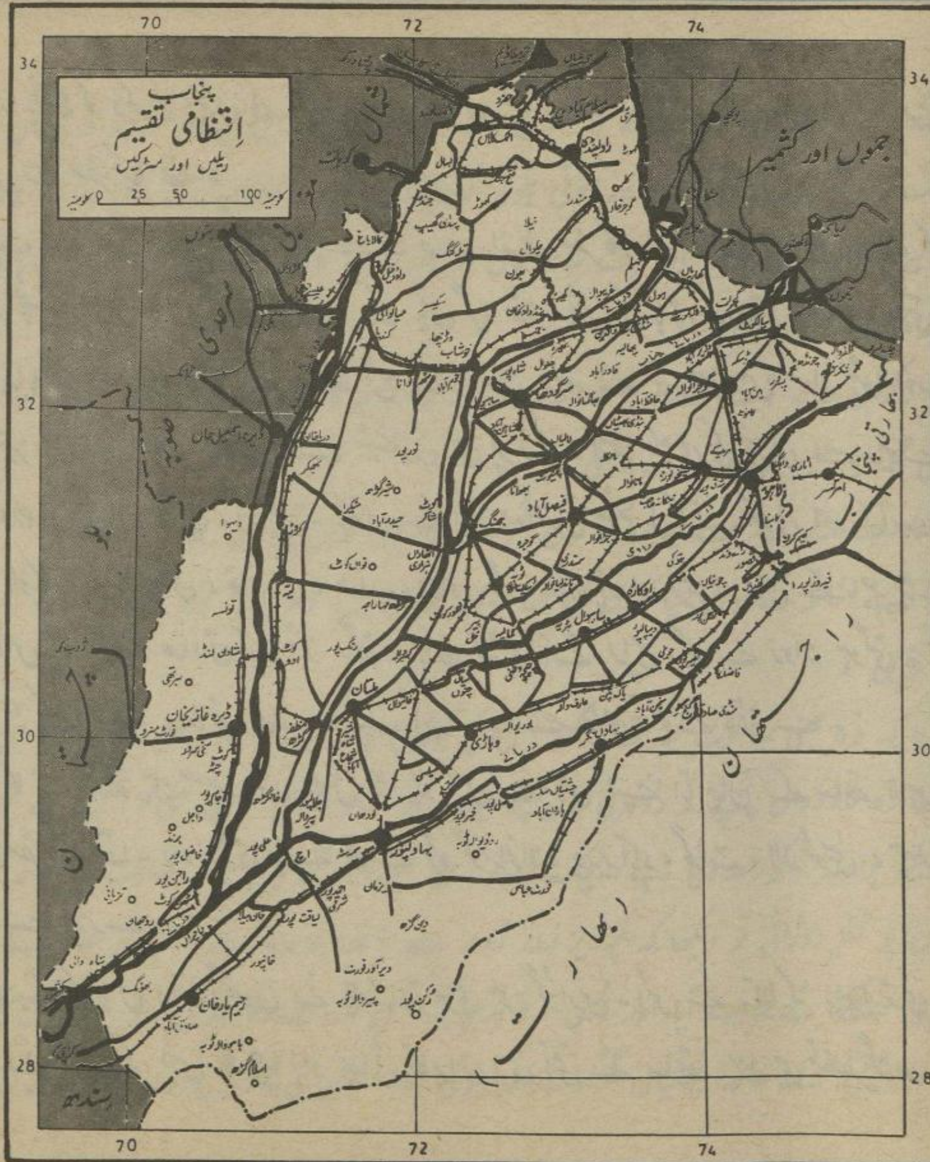
چُھٹّیاں ختم ہُوئیں تو سکُولوں میں وہی گہما گہمی شُروع ہوگئی۔ جب اُستاد صاحب کمرۂ جماعت میں داخل ہُوئے تو بچّوں نے زور سے السلامُ علیکم کہا اور آپس میں باتیں کرنے لگے۔ اُستاد صاحب سمجھ گئے کہ بچّے ایک دُوسرے کو چُھٹّیوں کے بارے میں بتا رہے ہیں۔





اُستاد صاحب بچّوں کا جوش و خروش دیکھ کر بہُت خُوش ہُوئے۔ اُنھوں نے الماری میں سے صُوبہ پنجاب کا نقشہ نکالا اور اُسے سامنے

اشارات برائے اساتذہ: نقشہ کی مدد سے پڑھائیں۔



ریلوے لائن چوڑی پٹڑی	—+—+—+—
پکی سڑک	━━━━

دیوار پر لٹکا دیا ۔ نقشے کو دیکھ کر بچّوں کی دلچسپی اور بڑھ گئی کیونکہ وُہ نقشے پر اُن سڑکوں اور ریلوے لائنوں کے نشانات دیکھنا چاہتے تھے جن پر اُنھوں نے سفر کیا تھا ۔

اُستاد صاحب نے سب سے پہلے اَسلم سے کہا کہ وُہ اپنے سفر کا حال سُنائے ۔ اَسلم جھٹ کھڑا ہوگیا اور نقشے کے قریب آیا۔ اُس نے بتایا کہ چھُٹیوں میں وہ اپنی بڑی باجی کے ہاں گیا تھا ۔ اُس کی باجی صادق آباد میں رہتی ہیں ۔

اُس نے بتایا کہ وُہ اپنی اَمّی کے ساتھ صُبح کے وقت لاہور سے خیبر میل میں سوار ہُوا اور شام کے وقت صادق آباد پُہنچ گیا۔ یہ گاڑی بہُت تیز چلی اور صرف بڑے بڑے سٹیشنوں ہی پر رُکی ۔ اَسلم لکڑی کی چھڑی سے ریلوے لائن دِکھاتا گیا اور اُن سٹیشنوں کے نام لیتا گیا، جہاں جہاں گاڑی رُکی تھی ۔ بچّوں نے اپنی معاشرتی علوم کی کتاب کھولی اور کتاب میں دیے ہُوئے ریلوں کے نقشے میں رائے وِنڈ ، اوکاڑہ ، ساہیوال ، خانیوال ، ملتان ، بہاول پُور ، خان پُور اور رحیم یار خاں کے نام پڑھے ۔

اَسلم اور اُس کی اَمّی تو صادق آباد اُتر گئے ، لیکن گاڑی آگے کراچی کے لیے روانہ ہوگئی ۔ جس ریلوے لائن پر یہ گاڑی چلتی ہے اُسے " مین لائن " کہتے ہیں ۔ یہ لائن ہمارے مُلک کی سب سے بڑی ریلوے لائن ہے ۔

مین لائن کا نام سُنتے ہی مسعُود فوراً بول پڑا کہ اُس نے بھی اپنے ابّا جان کے ساتھ لاہور سے راولپنڈی جاتے ہُوئے مین لائن ہی پر سفر کیا تھا ۔ راولپنڈی جاتے ہوئے وُہ گوجرانوالا ، وزیر آباد ، گجرات ، لالہ مُوسیٰ ، جہلم ، گوجر خاں اور چک لالہ کے بڑے سٹیشنوں سے گزُرے ۔

مسعُود نے بتایا کہ اِس دفعہ اُنھوں نے چھُٹیاں مَری میں گزُاریں ۔ اُس نے بتایا کہ راولپنڈی پُہنچ کر اُس کی خُوشی کی کوئی اِنتہا نہ رہی جب اُس نے دیکھا کہ اُس کا چچا زاد بھائی کامران اپنی اَمّی کے ساتھ پہلے ہی مُظفرّ گڑھ سے راولپنڈی پُہنچا ہُوا تھا ۔ کامران

نے مسعود کو بتایا کہ وُہ مُظفر گڑھ سے اس گاڑی میں سوار ہُوئے جو مُلتان سے آئی اور راستے میں لیہ ، بھکر ، دریا خاں ، پپلاں ، کُندیاں ، میانوالی ، ماڑی اِنڈس ، بسال ، فتح جنگ اور گولڑہ کے سٹیشنوں سے ہوتی ہُوئی راولپنڈی پُہنچی ۔ کامران نے بتایا کہ وُہ گولڑہ پُہنچے تو اُن کی گاڑی کو کھڑا کر دیا گیا اور ایک تیز رفتار گاڑی پشاور کی طرف سے آئی جو بغیر رُکے آگے چلی گئی ۔ یہ تیز رفتار گاڑی اٹک ، لارنس پُور اور حسن ابدال سے آئی اور راولپنڈی چلی گئی ۔

مسعود کے ایک اور عزیز ضلع چکوال سے آئے تھے ۔ مسعود نے بتایا کہ وُہ پسنجر گاڑی میں آئے اور تھوڑا سا سفر کئی گھنٹوں میں طے کیا ۔ مندرہ سٹیشن پر اُن کی گاڑی بھی مین لائن سے آملی ۔

نوید خاموش بیٹھا تھا ۔ اُستاد صاحب نے نوید سے پُوچھا کہ بھئی تُم نے چھٹیاں کہاں گزاریں ؟

نوید نے بتایا کہ وُہ لاہور سے اپنے خالُو کے ہاں سیالکوٹ گیا تھا ۔ جس گاڑی میں وُہ سوار تھا وہ وزیر آباد تک تو مین لائن پر گئی ، پھر سیالکوٹ براستہ سمبڑیال پُہنچی ۔

سیالکوٹ کا نام سُن کر محمُود بولا کہ وُہ بھی سیالکوٹ گیا تھا لیکن اُس کی گاڑی بدوملہی اور نارووال سے ہوتی ہُوئی سیالکوٹ پُہنچی ۔ اُس نے یہ بھی بتایا کہ جب وُہ نارووال پُہنچے تو دُوسری لائن پر ایک اور مُسافر گاڑی کھڑی تھی ۔ اُس کے بھائی جان نے اُسے بتایا کہ وُہ گاڑی چک امرُو سے براستہ شکر گڑھ آئی ہے ۔ چک امرُو سے تھوڑا آگے جائیں تو بھارت کا علاقہ شرُوع ہو جاتا ہے ۔ اُستاد صاحب نے تمام لڑکوں پر نظر دوڑائی تو دیکھا کہ پرویز زور زور سے ہاتھ ہلا رہا ہے ۔ اُستاد صاحب مُسکرائے اور پرویز کی طرف اشارہ کیا ۔ وُہ فوراً ہی نقشے کے قریب آیا اور اُس نے بتایا کہ اُس کے بڑے بھائی داؤد خیل میں سیمنٹ کی فیکٹری میں کام کرتے ہیں ۔ وُہ اپنی باجی اور اُمّی کے ساتھ چھٹیاں گزارنے وہاں گیا تھا ۔ اُس کی گاڑی پُورے بارہ گھنٹے کے بعد وہاں

پُہنچی ۔ اُس نے بتایا کہ اُس کے راستے میں پہلا بڑا سٹیشن شیخوپورہ آیا ۔ وہاں دُوسرے پلیٹ فارم پر ایک اور گاڑی کھڑی تھی ۔ پرویز کی اَمّی نے بتایا کہ وہ گاڑی لمبا سفر طے کر کے شور کوٹ روڈ سے آئی تھی ۔ وہ گاڑی پیر محل سے تاندلیانوالہ، جڑانوالا اور ننکانہ صاحب سے ہوتی ہُوئی شیخوپورہ پُہنچی تھی ۔ جب سانگلہ ہِل پُہنچے تو ایک اور گاڑی کا "کراس" تھا ۔ وُہ گاڑی وزیر آباد سے آئی تھی ۔ سانگلہ ہِل کے بعد گاڑی فیصل آباد پُہنچی تو وہاں ایک اور کراس ہُوا ۔ وہاں خانیوال سے آنے والی گاڑی کا انتظار ہو رہا تھا۔ وُہ گاڑی لیٹ تھی ۔ اِس واسطے اُنھیں بھی کوئی آدھ گھنٹہ رُکنا پڑا ۔ خانیوال سے آنے والی گاڑی سٹیشن پر پُہنچی تو پھر اُن کی گاڑی کا سِگنل نیچے ہُوا ۔ گاڑی آہستہ آہستہ چل پڑی ۔ گاڑی پھر چک جھُمرہ آئی اور سرگودھا کی طرف مُڑی ۔ راستے میں چنیوٹ اور ربوہ سے ہوتی ہوئی جب گاڑی شاہین آباد پُہنچی تو ایک اور گاڑی وہاں پہلے ہی کھڑی تھی ۔ وُہ گاڑی شور کوٹ روڈ سے آئی تھی ۔

سرگودھا سے آگے گاڑی شاہ پُور صدر، خوشاب، جوہر آباد، قادر آباد سے ہوتی ہُوئی کُندیاں پُہنچی ۔ کُندیاں کے سٹیشن پر آدھ گھنٹہ ٹھہرنے کے بعد گاڑی میانوالی کے لیے روانہ ہُوئی جہاں سے کُچھ دیر بعد گاڑی داؤد خیل پُہنچی ۔ وہاں پلیٹ فارم پر پرویز کے بھائی جان نظر آ گئے ۔ اُنھیں دیکھ کر پرویز کی سفر کی ساری تھکان دُور ہو گئی ۔

اُستاد صاحب نقشے کے قریب آئے اور بچّوں کو بتایا کہ چھُٹیوں میں وُہ پاک پتن شریف گئے تھے ۔ اُنھوں نے بتایا کہ اُن کی گاڑی رائے وِنڈ، راجا جنگ، قصُور، کنگن پُور اور حویلی سے ہوتی ہُوئی پاک پتن شریف پُہنچی ۔ ماسٹر صاحب نے بتایا کہ وُہ گاڑی آگے لودھراں تک جاتی ہے ۔

جب تمام بچّے اپنے اپنے سفر کا حال بتا چُکے تو اُستاد صاحب نے بتایا کہ ہمارے صُوبے میں چند ریلوے لائنیں اور بھی ہیں ۔ اِن میں سے ایک برانچ لائن سمہ سٹہ سے بہاول نگر ہوتی ہُوئی منڈی صادق گنج اور امروکا کو جاتی ہے اور دُوسری لائن

بہاول نگر ہوتی ہُوئی فورٹ عباس تک جاتی ہے ۔ فورٹ عباس بھارت کی سرحد کے قریب ایک پُرانا قصبہ ہے ۔

اُستاد صاحب نے ایک اور ریلوے لائن کو بھی نقشے پر دکھایا ۔ یہ لائن کوٹ ادّو سے ڈیرہ غازی خاں اور رُوجھان سے ہوتی ہوئی کشمور تک جاتی ہے ۔

سڑکیں

اُستاد صاحب نے نقشہ پر صُوبے کی مشہُور سڑکیں بھی دکھائیں اور بتایا کہ ہزاروں لوگ ریلوں کے عِلاوہ بسوں اور ویگنوں میں بھی سفر کرتے ہیں ۔

اُستاد صاحب نے بتایا کہ پنجاب کی اہم سڑک ایک تو لاہور سے گوجرانوالا ، وزیر آباد ، گجرات ، جہلم ، راولپنڈی اور اٹک سے ہوتی ہُوئی پشاور کو جاتی ہے اور دُوسری طرف لاہور سے اوکاڑہ ، ساہیوال ، خانیوال ، مُلتان ، بہاول پُور ، خان پُور ، رحیم یار خاں اور صادق آباد سے ہوتی ہُوئی کراچی کی طرف جاتی ہے ۔ اِس بڑی سڑک کو " شاہراہِ پاکستان" کہتے ہیں ۔

لاہور سے ایک سڑک شیخوپورہ ، پنڈی بھٹیاں ، چنیوٹ ، سرگودھا ، خوشاب ، میانوالی ہوتی ہوئی کالا باغ تک جاتی ہے ۔شیخوپورہ سے ایک سڑک گوجرانوالا کو اور دُوسری فیصل آباد سے ہوتی ہوئی جھنگ جاتی ہے جہاں سے مُظفّر گڑھ ، علی پُور ، ڈیرہ نواب صاحب کے راستے رحیم یار خاں کے مقام پر شاہراہِ پاکستان سے مِل جاتی ہے ۔

اُستاد صاحب نے بچّوں کو بتایا کہ اِن سڑکوں کے عِلاوہ اور بھی بُہت سی پکّی سڑکیں ہیں جو بڑے بڑے شہروں اور قصبوں کو آپس میں ملاتی ہیں ۔ کچّی سڑکیں دیہات کو آپس میں ملاتی ہیں ۔

ہَوائی راستے

اُستاد صاحب نے ہَوائی جہاز کی ایک بڑی سی تصویر دکھا کر بچّوں کو بتایا کہ اگر جلدی سَفر کرنا ہو تو ہوائی جہاز سے سَفر کرتے ہیں ۔ اُنھوں نے نقشے پر دکھایا کہ ہمارے صُوبے میں لاہور ، راولپنڈی ، فیصل آباد اور

ملتان، بہاولپور، سرگودھا اور میانوالی کے ہوائی اڈے ہیں جہاں سے ہم صُوبے کے اِن شہروں کے علاوہ کراچی، پشاور اور کوئٹہ تک پاکستان میں سفر کر سکتے ہیں اور اگر چاہیں تو پاکستان کے باہر بھی جہاز کے ذریعے جا سکتے ہیں ۔

دریائی راستے

اُستاد صاحب نے بتایا کہ سفر اور سامان بھجوانے کا سب سے سستا طریقہ کشتیوں یا سٹیمر کے ذریعے دریائی سفر ہے ۔ مظفرّگڑھ سے ڈیرہ غازی خاں جاتے ہُوئے گرمیوں کے موسم میں سٹیمروں کے ذریعے دریائے سندھ کو پار کرتے ہیں ۔

ضِلع میانوالی، مظفرّگڑھ اور ڈیرہ غازی خاں میں مُسافروں اور سامان کو ایک جگہ سے دُوسری جگہ لے جانے کے لیے دریائے سندھ میں کشتیاں استعمال کی جاتی ہیں ۔

سوالات

1 — ہمارے ملک کے ذرائع آمد و رفت کون کون سے ہیں ؟

2 — شاہراہِ پاکستان کِسے کہتے ہیں ؟

3 — ان اہم بڑے بڑے شہروں کے نام لکھیں جو سڑکوں کے ذریعے آپس میں ملے ہوئے ہیں ۔

4 — پنجاب کے خاکہ میں اہم ریلوے سٹیشن اور ہوائی اڈّے دکھائیں ۔





تاریخ کیا ہوتی ہے؟

تاریخ گزرے ہُوئے زمانے کی باتوں کو کہتے ہیں ۔ ہر جگہ کی تاریخ ہوتی ہے۔ اس سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ گزرے ہُوئے زمانے میں لوگ کیا کرتے تھے ، اُس زمانے میں کیا کیا ہُوا اور اس کا لوگوں پر کیا اثر ہُوا ۔

شمیم کے ابّا نے آج سے دس برس پہلے شہر سے باہر گھر کے لیے ایک چھوٹی سی جگہ خریدی ۔ دو سال بعد اُنھوں نے حکومت سے قرضہ لے کر گھر بنانا شرُوع کیا ۔ ابھی دو کمرے اور ایک برآمدہ ہی بنا تھا کہ پیسے ختم ہوگئے اور کام روکنا پڑا ۔

شمیم کے گھر والے پہلے ایک کرائے کے مکان میں رہتے تھے ۔ شمیم کے ابُو نے سوچا کہ کیوں نہ اِس نئے گھر میں ہی رہنا شرُوع کر دیں ۔ اس طرح کرائے سے جو رقم بچے گی ، وہ جمع کرکے ایک اور کمرا بنا لیں گے ۔ اُنھوں نے ایسا ہی کیا اور اس نئے گھر میں رہنا شرُوع کر دیا۔ شمیم اور اس کے بھائی اس گھر میں آکر بہت خُوش ہُوئے ، اُنھوں نے مل کر یہاں پر دو پودے درختوں کے اور بہت سے پھُول لگائے ۔

جب شمیم کے گھر والوں نے یہاں رہنا شروع کیا تھا، اُس وقت اِرد گرد کوئی مکان نہ تھا۔ بچّے رات کو گھر سے باہر جاتے ہوئے ڈرتے تھے۔ انھوں نے ایک کُتا بھی پال لیا جو رات کو گھر کی حفاظت کرتا۔

چار سال کے بعد شمیم کے اَبّا نے گھر میں ایک اور کمرے کا اضافہ کر لیا۔ گھر کے چھوٹے سے صحن میں گھاس اور پودے بھی لگا لیے۔

آج کل اِن کے گھر کے اِرد گرد ہر طرف مکان ہی مکان ہیں۔ سڑکوں پر رات کو روشنی ہوتی ہے۔ گھر کی سب چیزیں نزدیک ہی سے مِل جاتی ہیں۔

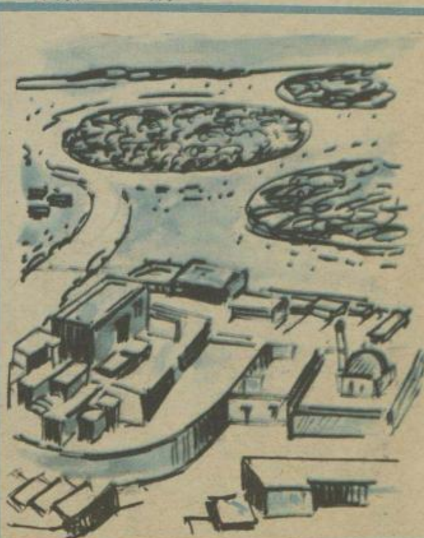
یہ سب باتیں شمیم کے گھر کی تاریخ ہے کہ پلاٹ خریدنے سے اب تک، دس سال میں کیا کیا تبدیلیاں آئیں، کیا واقعات ہُوئے۔ کِس طرح محنت سے گھر بنا، اور آہستہ آہستہ ان کو کیا کیا سہولتیں مِلیں۔

یہ گھر کی تاریخ تھی۔ اِسی طرح سکول، شہر اور صُوبے کی تاریخ ہوتی ہے۔

اشارات برائے اساتذہ : سبق شروع کرنے سے پہلے بچّوں کو روزمرّہ مثالوں سے واقعاتی تسلسل سمجھائیں۔ اس کے بعد سنوں کی مدد سے تاریخی تسلسل کی وضاحت کریں۔











صُوبہ پنجاب کی تاریخ

آج سے قریباً تیرہ سَو سال پہلے 712ء میں مُسلمان برِصغیر پاک و ہند میں آئے۔ اُس زمانے میں یہاں زیادہ تر ہندو آباد تھے۔ ہندوؤں کا مذہب ان کو اچھّی باتیں نہیں سکھاتا تھا۔ وہ عورتوں کی عزّت نہ کرتے تھے۔ اگر کسی عورت کا خاوند مَر جاتا تو عورت کو بھی اس کے ساتھ ہی جلنا پڑتا تھا۔ جو طاقت وَر ہوتا، کمزوروں کو تنگ کرتا اور ان کا مال چھین لیتا۔ ان کی آبادی میں زیادہ تر لوگ ناخُوش اور سخت مُشکل سے دن گزارتے تھے۔

مُسلمانوں کی آمد

مُسلمان جب برِصغیر میں آئے تو اُنھوں نے اِسلام کی باتوں پر عمل کیا۔ سب مَرد عورتوں سے برابر کا سلُوک کیا۔ کمزور لوگوں کی حِفاظت کی اور انھیں زیادہ سے زیادہ سہُولتیں دیں۔ یہ سب دیکھ کر ہندُو بہُت خُوش ہوئے۔ اُنھوں نے سوچا کہ مسلمانوں کا مذہب تو بڑا اچھّا ہے۔ اِس طرح بہُت سے ہندُو مُسلمان ہونا شرُوع ہو گئے۔

اشارات برائے اساتذہ: بچّوں کو سمجھایا جائے کہ مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان رہنے سہنے، کام کرنے کے طریقوں اور مذہبی طور پر بڑا فرق تھا۔ اسی کی بنا پر علیٰحدہ ملک پاکستان بنانے کی ضرورت پیش آئی۔

انگریزوں کی آمد

مُسلمانوں نے برّصغیر پر قریباً ایک ہزار سال تک حکومت کی ۔ انگریزوں نے مُسلمانوں سے ان کی حکومت چھین لی اور برّصغیر کے مالک بن بیٹھے ۔

انگریز ہمارے مُلک سے کئی ہزار کلومیٹر دُور ایک مُلک برطانیہ سے برّصغیر آئے ۔ اُس زمانے میں ہوائی یا بحری جہاز تو نہیں ہوتے تھے ۔ لوگ بڑی بڑی کشتیوں پر سفر کرتے تھے ۔ یہ کشتیاں بادبان سے چلتی تھیں ۔ سمندر میں کشتیوں پر لمبا سفر کرنا اُس زمانے میں خاصا مُشکل ہوتا تھا ۔ برِّصغیر پاک و ہند کا بُنا ہوا سُوتی و ریشمی کپڑا اور دُوسری چیزیں دُنیا بھر میں مشہور تھیں ۔ انگریزوں کو جب اِس بات کا پتا چلا تو وہ برّصغیر میں تجارت کی غرض سے آنا جانا شروع ہو گئے ۔

جب انگریزوں نے برّصغیر میں آنا جانا شروع کیا تو اُس وقت یہاں مُسلمان بادشاہ حکومت کرتے تھے ۔ آہستہ آہستہ مُسلمانوں کی حکومت کمزور ہونے لگی تو کئی علاقوں کے راجا مسلمان بادشاہوں کے خلاف اُٹھ کھڑے ہُوئے ۔ اُنھوں نے لڑائیاں کیں اور اپنی علٰحدہ حکومتیں بنا لیں ۔ جب انگریزوں نے دیکھا کہ مُسلمانوں کی حکومت کمزور ہوگئی ہے تو اُنھوں نے سوچا کہ کیوں نہ اِس علاقے سے تجارت کا سامان لے جانے کی بجائے یہاں قبضہ ہی کر لیا جائے ۔ ہندو بھی مسلمانوں سے خوش نہ تھے ۔ اُنھوں نے انگریزوں کے برّصغیر پر قبضہ کرنے میں اُن کی مدد کی ۔ اور اس طرح انگریزوں کا برّصغیر پر قبضہ ہوگیا ۔

1857ء میں برّصغیر پر انگریزوں کی حکومت قائم ہوگئی ۔ اب مُسلمان ، ہندو اور دوسری اقوام





ان کی رعایا میں شامل تھے ۔ برِّصغیر میں سب سے زیادہ تعداد میں ہندُو بستے تھے ، اس کے بعد کم تعداد میں مُسلمان اور پھر دوسری قومیں سِکھ وغیرہ ۔ انگریز اِن سب قوموں میں ہندُوؤں کو سب سے اچھّا سمجھتے تھے اور بعض اوقات وہ ہندُوؤں کو اپنے ساتھ مِلا کر مُسلمانوں کو تنگ بھی کِیا کرتے تھے ۔ مُسلمان ہر طرح سے کوشش کرتے کہ ان کے انگریزوں اور ہندُوؤں سے تعلّقات اچھّے رہیں ، مگر یہ دونوں ایسا نہ کرنے دیتے ۔

قرار دادِ پاکستان

مُسلمانوں کے لیے یہ سخت مُشکل کا وقت تھا ۔ آخر ہمارے پیارے قائدِ اعظمؒ نے سوچا کہ کیوں نہ انگریزوں اور ہندُوؤں سے نجات حاصل کی جائے ۔ انھوں نے کہا کہ جن علاقوں میں مُسلمانوں کی آبادی دُوسری قوموں سے زیادہ ہے ، ان کو مِلا کر ایک علیٰحدہ مُلک بنا دیا جائے ۔

یہ بات سمجھانے کے لیے قائدِ اعظمؒ نے 23 ، مارچ 1940ء کو لاہور میں ایک جلسہ کِیا ۔ اُنھوں نے اِس جلسے میں لوگوں کو علیٰحدہ ملک بنانے کی بات سمجھائی ۔ لوگ یہ بات سُن کر بہُت خُوش ہُوئے اور اُنھوں نے اُس دن وعدہ کیا کہ وہ ہر طرح کی کوشش کرکے اپنا علیٰحدہ مُلک بنائیں گے ۔ اسی مُلک کا نام بعد میں پاکستان رکھا گیا ـــــ یہی تو ہمارا پیارا وطن ہے ۔

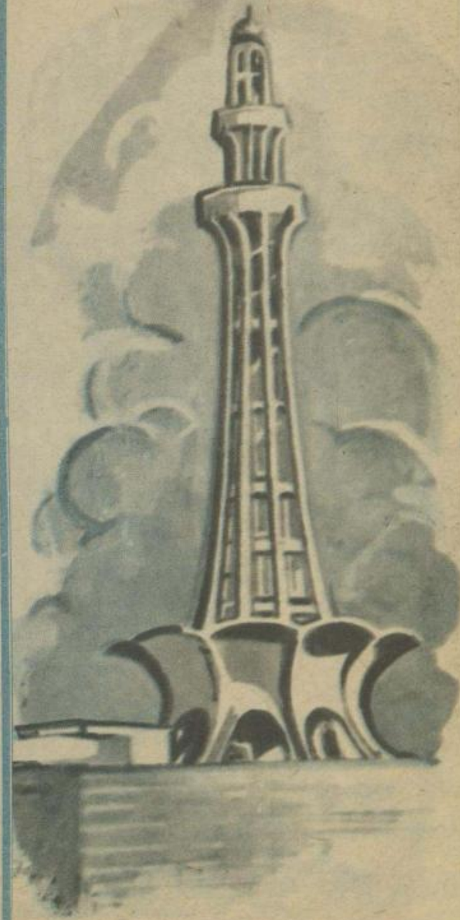
اِس جلسے کی ہر سال یاد منائی جاتی ہے ۔ جس جگہ جلسہ ہُوا تھا وہاں ایک بلند مینار تعمیر کیا گیا ہے ۔ جسے مینارِ پاکستان کہا جاتا ہے ۔ اِس کے اِرد گرد ایک سیر گاہ اور جھیل بھی بنا

دی گئی ہے ۔

پنجاب کے مُسلمانوں نے بھی اپنے دُوسرے صُوبوں کے بھائیوں کے ساتھ مل کر پاکستان بنانے کی کوششوں میں برابر کا حِصّہ ادا کیا ۔ قائدِ اعظمؒ پنجاب کو پاکستان کا دِل کہا کرتے تھے۔ پنجاب کے سکولوں اور کالجوں کے طلبہ نے پاکستان کو حاصل کرنے میں بہت کام کیا ۔ یہ برّصغیر کے کونے کونے میں گئے اور اُنھوں نے لوگوں کو سمجھایا کہ پاکستان بنانے میں ان کو کیا کیا کام کرنے چاہییں ۔

آخر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں اور ہمارے رہنماؤں کی کوششوں کو قبول کیا اور 14 اگست 1947ء کو ہمیں ہمارا علٰحدہ وطن مل گیا ۔ اب اس میں ہم اپنی خوشی سے رہتے ہیں۔ ہمیں کسی دوسری قوم کا ڈر خوف نہیں اور ہر طرح کے کام کرنے میں آزاد ہیں ۔ برّصغیر کے جن علاقوں میں ہندُو زیادہ تھے ، اس کا نام بھارت رکھا گیا ۔

پاکستان کو بنے اب کافی عرصہ ہوچکا ہے ۔ اس وقت کے طالب علم اور جوان جو ہمارے لیے علٰحدہ وطن کی کوششیں کر رہے تھے ، اب بوڑھے ہوگئے ہیں ۔ انھوں نے بڑے دُکھ اور مصیبتیں سہہ کر ہمارے لیے آزاد مُلک بنایا ، اور آج ہم کسی دوسری قوم کے غلام نہیں۔ اب ہمارا فرض ہے کہ ہم ملک کے لیے ایسے کام کریں جس سے مُلک خُوشحال ہو۔ اس کے لیے ہمیں زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرکے بڑی بڑی مشینیں بنانا چاہییں ، زراعت کے لیے کام کرنا





چاہیے اور نئی ایجادات کرنا چاہییں تاکہ جس طرح ہمارے بزرگوں نے محنت سے اِسے بنایا، اِسی طرح ہم اس کو مضبُوط بنائیں اور ہمارے بعد آنے والے اس میں اور آسانی سے رہیں۔

مہاجرین کی آمد

پاکستان بننے کے بعد برِّصغیر کے مختلف علاقوں میں بسنے والے مُسلمان پاکستان آنا شرُوع ہوگئے۔ اُنھوں نے اپنے پیارے گھر، جہاں وہ کئی نسلوں سے رہ رہے تھے، چھوڑے، اپنے سامان اور جانوروں کی پروا نہ کی، اُنھوں نے سفر کی تکالیف کو برداشت کیا اور پاکستان چل پڑے۔ پھر بھی یہ لوگ بہُت خُوش تھے کہ وہ اپنے وطن جا رہے ہیں۔ اِس طرح پاکستان کے علاقوں میں بسنے والے ہندُو بھی بھارت جانے لگے۔ مُسلمانوں نے پاکستان سے جانے والوں کو ہر قسم کی سہولتیں دیں، لیکن بھارت کے لوگوں نے مُسلمانوں پر بہُت ظُلم کیے۔ وہ ریل گاڑیوں، بسوں اور مُسلمانوں کے قافلوں پر حملے کرتے اور سامان لُوٹ لیتے۔ مُسلمان تو اپنے وطن جا رہے تھے اور ان کے پاس سامانِ جنگ تو نہیں تھا۔ اس طرح نہتے مُسلمانوں پر جب حملہ ہوتا تو وہ اپنا دفاع بھی نہ کر پاتے اور کئی مُسلمانوں کو شہید کر دیا جاتا۔

جو مُسلمان مہاجرین سرحد پار کرکے پنجاب میں آتے، یہاں کے رہنے والے مُسلمان ان کو ہر طرح کی سہُولتیں پہُنچاتے۔ مہاجرین کے لیے بڑے بڑے کیمپ لگائے گئے تھے جہاں اِن کے کھانے پینے، کپڑے اور رہائش کا انتظام ہوتا۔ زخمیوں کے لیے ابتدائی طبّی امداد کا انتظام

تھا۔ انھیں بیماریوں سے بچانے کے لیے ٹیکے لگائے جاتے تھے۔ یہی نہیں، مہاجرین جب پاکستان کے دُوسرے صُوبوں میں گئے تو انھوں نے بھی ان کو ہر طرح کی سہولتیں دیں۔ پاکستان سے بھارت جانے والے لوگوں نے جو مکان اور زمینیں خالی کی تھیں، وہ سب مہاجرین کو دے دی گئیں۔ اب ہم سب پاکستانی ہیں۔ سب مل کر پاکستان کے لیے کام کر رہے ہیں۔

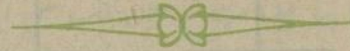
بھارت پاکستان کا ایک ہمسایہ مُلک ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ یہ دونوں مُلک ہمسایوں کی طرح ایک دُوسرے کے کام آتے۔ مگر بھارت نے ہمیشہ پاکستان کے ساتھ تعلّقات خراب کرنے میں پہل کی۔

ستمبر 1965ء کو بھارت نے بغیر جنگ کا اعلان کیے لاہور کی سرحد پر حملہ کر دیا۔ پاکستانی فوج نے اس کا منہ توڑ جواب دیا اور بھارت کے کئی علاقے بھی فتح کر لیے۔ اِسی جنگ میں میجر عزیز بھٹی نے شہادت پائی اور دُشمن کو آگے بڑھنے نہ دیا۔

اس جنگ کے دوران پاک فوج کے ساتھ ساتھ پاکستانی عوام میں بھی بڑا جوش تھا۔ سرحدی علاقوں میں رہنے والے لوگ بالکل نہ گھبرائے۔ سکول اور کالج کے طلبا و طالبات نے فوجیوں کے لیے خُون دِیا، تاکہ زخمی فوجیوں کو دیا جا سکے۔ اگر دُشمن کے ہوائی جہاز شہروں اور دیہاتوں پر بم گراتے تو لوگ ہمت سے کام لیتے اور حفاظت کی ضروری تدابیر اختیار کرتے۔

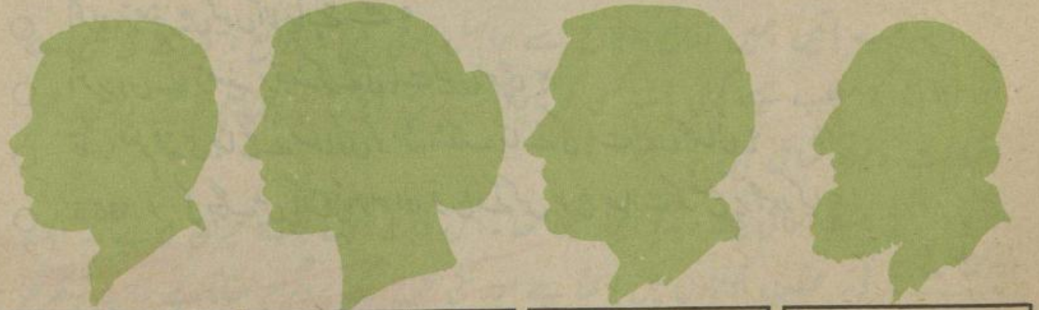


آخر، بھارت نے پاک فوج اور پاکستانی عوام کی بہادری سے ڈر کر صُلح کر لی ۔
پنجاب کے لوگ نہ صِرف پاکستان کی سرحدوں کی حفاظت کے لیے ہر وقت تیّار ہیں۔ وہ مُلکی ترقّی کے لیے زراعت، صنعت اور دُوسرے کاموں میں بھی ہر وقت محنت کرتے رہتے ہیں ۔



سوچنے کی باتیں

○ اپنے دادا ، ابّاجی ، والدہ صاحبہ اور اپنی تاریخ پیدائش نیچے خالی خانوں میں لکھیں ۔



دادا   ابّاجی   والدہ صاحبہ   مَیں

○ نیچے خانوں میں سن دیے گئے ہیں ۔ بچے خالی خانوں میں ان میں ہونے والے واقعات لکھیں ۔

712ء	1857ء	1940ء	1947ء



○ برِصغیر پاک و بھارت میں مسلمانوں کے آنے کے بعد، یہاں کے رہنے والوں نے اسلام کیوں قبول کرنا شروع کر دیا؟

○ انگریز، برِصغیر میں کیوں آنا چاہتے تھے ؟

○ انگریزوں نے برِصغیر پر قبضہ کرنے کی بات کیوں سوچی ؟

○ قائداعظم محمد علی جناحؒ نے مسلمانوں کو علٰحدہ ملک بنانے کی بات کیوں سمجھائی ؟

○ 1965ء کی جنگ میں پاکستانی عوام اور فوج نے کس طرح بھارت کو صُلح پر مجبور کیا ؟





ذرائع ابلاغ

ہمیں ہر روز نئی نئی باتوں کا پتا چلتا ہے کہ فلاں مُلک میں ایک ریل گاڑی ہے جو 500 کلومیٹر سے بھی زیادہ رفتار میں دوڑتی ہے ۔ ایک نیا پودا بنایا گیا ہے جس کی جڑوں میں آلو اور اُوپر ٹہنیوں پر ٹماٹر لگتے ہیں ۔ اِسی طرح ہر روز تازہ خبریں آتی ہیں کہ پاکستان کی کرکٹ ٹیم نے فلاں مُلک کو ہرا دیا ، فلاں کھلاڑی نے سو سے زیادہ سکور کیا اور آؤٹ نہیں ہُوا ، لاہور کے چڑیا گھر میں نیا ہاتھی آگیا ہے ۔ وغیرہ وغیرہ ۔

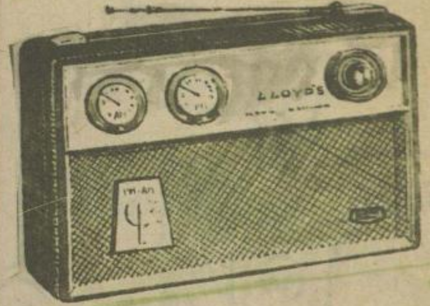
یہ سب باتیں ہمیں ذرائع ابلاغ سے حاصل ہوتی ہیں ۔ ذرائع ، ذریعے کی جمع ہے اور ابلاغ کا مطلب ہے کوئی بات کسی کو پُہنچانا ۔ ذرائع ابلاغ میں ریڈیو ، ٹیلی ویژن اور اخبارات وغیرہ شامل ہیں ۔

ریڈیو

بہُت سال پہلے ریڈیو ایجاد ہُوا تھا ۔ اُس وقت لوگ بڑے حیران ہوتے کہ ایک ڈبّہ مختلف آوازوں میں بولتا ہے اور کئی طرح کے پروگرام سناتا ہے ۔ اب تو گھر گھر

اشارات برائے اساتذہ : ○ بچّوں کو مثالیں دے کر ذرائع ابلاغ کی اہمیت سمجھائیں ۔ یہ ذرائع ہمارے کیونکر کام آتے ہیں ۔

میں ریڈیو ہوتا ہے ۔ اِس پر صبح سویرے سے لے کر رات گئے تک مختلف پروگرام پیش کیے جاتے ہیں ۔ اِس پر کئی مُلکوں کے پروگرام سُنے جا سکتے ہیں ۔ ریڈیو پر خبروں کے علاوہ موسیقی ، معلوماتِ عامہ ، کھیلوں اور دیگر پروگرام پیش کیے جاتے ہیں ۔ ہمارے صُوبے میں بہاول پور ، فیصل آباد ، ملتان ، راولپنڈی اور لاہور میں ریڈیو سٹیشن ہیں ۔



ٹیلی ویژن

ریڈیو کے بعد ٹیلی ویژن ایک بُہت اہم ایجاد ہے ۔ اِس میں آواز کے ساتھ تصویر بھی نظر آتی ہے ۔ لوگ چلتے پھرتے اور کام کرتے دکھائی دیتے ہیں ، جیسا کہ عام زندگی میں ہوتا ہے ۔ یہ سب دیکھ کر بڑا مزا آتا ہے ۔ آپ ٹیلی ویژن پر خبریں سُن رہے ہیں ۔ خبروں میں بتایا جاتا ہے کہ فلاں مُلک میں ایک بندر نے چائے بنانا سیکھ لی ہے ۔ اُسی وقت ٹیلی ویژن پر فلم دکھائی جا رہی ہے کہ ایک بندر چائے بنا کر اپنے مالِک کو پیش کر رہا ہے ۔ اِسی طرح ٹیلی ویژن پر معلوماتی پروگرام دکھائے جاتے ہیں جن کو دیکھنے سے ہمیں سائنس ، مختلف جانوروں اور مہمّات وغیرہ کے متعلّق بڑی دلچسپ معلومات حاصل ہوتی ہیں ۔ اِس کے علاوہ بچّوں کے پروگرام ، کارٹون ، ڈرامے ، خاص قومی دِنوں اور تہواروں کے موقع پر پروگرام پیش کیے جاتے ہیں ۔ ہاکی ، کرکٹ اور دُوسری کھیلوں کے میچ دکھائے جاتے ہیں ۔



ٹیلی ویژن دو طرح کے ہوتے ہیں ، ایک میں تصویر کالی اور سفید نظر آتی ہے اور دُوسرے

میں پروگرام رنگین دکھائی دیتے ہیں ۔



یہ درست ہے کہ ٹیلی ویژن کے پروگرام دیکھنے سے معلومات بڑھتی ہیں ، مگر ٹیلی ویژن صرف اُسی وقت دیکھنا چاہیے جس وقت آپ بالکل فارغ ہوں ۔ ہر کام ، اس کے وقت پر کرنا ہی اچھی بات ہے ۔ بچّوں کے لیے ضروری ہے کہ پڑھنے کے وقت صرف پڑھیں ، کھیل کے وقت کھیلیں اور جب بالکل فارغ ہوں تو اپنا پسندیدہ پروگرام ضرور دیکھ لیں ۔ اگر صرف ٹیلی ویژن دیکھتے رہیں تو پھر سکول کا کام نہیں ہو سکے گا اور پڑھائی میں کمزور ہو جائیں گے جو کسی صورت میں درست نہ ہو گا ۔

ٹیلی ویژن ہمیں کم از کم تین میٹر دُور بیٹھ کر دیکھنا چاہیے ، اِس طرح نظر پر اثر نہیں پڑتا ۔ دیر رات تک بھی ٹیلی ویژن نہیں دیکھنا چاہیے ، اس طرح دیر سے سونے سے صبح جلدی نہ اُٹھ سکیں گے اور سکول سے دیر ہو جائے گی ۔

اخبار

اخبارات میں عام دلچسپ معلُومات کے علاوہ خبریں زیادہ ہوتی ہیں ۔ کئی شہروں سے اخبارات نکلتے ہیں اور اخبار کئی زبانوں میں شائع کیے جاتے ہیں ۔ اخبار میں ، جس شہر سے یہ نکلتا ہو وہاں کی خبریں ، چاروں صوبوں ، ملکی اور غیر مُلکی خبریں زیادہ ہوتی ہیں ۔ جو خبر سب سے اہم ہو اِس کو اخبار کے پہلے صفحے پر سب سے نمایاں لکھا جاتا ہے ۔ اِسے شہ سُرخی کہا جاتا ہے ۔



ہر اخبار کے نمائندے مُلک اور بیرون مُلک میں گھُومتے رہتے ہیں اور کچھ تو صرف اہم شہروں میں ہی رہتے ہیں ۔ یہ ٹیلی فون یا تار کے ذریعے خبریں بھیجتے رہتے ہیں ۔

سوچنے کی باتیں

- پچھلے ایک ہفتے میں آپ نے ریڈیو یا ٹیلی ویژن پر جو پروگرام دیکھے ، ان سے آپ کو کون کون سی نئی باتوں کا پتا چلا ؟
- آپ کو کسی دوست نے رات کے وقت اطلاع دی کہ گرمیوں کی چھُٹیاں دو دن کے بعد شرُوع ہو جائیں گی ۔ آپ بہُت خُوش ہیں مگر آپ اس کا یقین کرنا چاہتے ہیں ۔ آپ اِس کے لیے کیا کریں گے ؟
- ایک بچّہ باری باری ہر روز اخبار سے اہم خبریں کاٹ کر اپنے ہم جماعتوں کو سُنائے ۔







اِنتظام

ہمیں زندگی میں، ہر روز بے شُمار کام کرنا پڑتے ہیں۔ اِن کو دُرست طریقے سے کرنے کو اِنتظام کرنا کہتے ہیں۔ اِنتظام میں کوئی شخص اکیلا سارے کام تو نہیں کرسکتا، اِس لیے ہم کام آپس میں بانٹ لیتے ہیں۔

گھر کے انتظام میں اَمّی اور اَبّا دونوں مِل کر کام کرتے ہیں۔ اَمّی گھر کی دیکھ بھال کرتی ہیں اور اَبّو روپیہ کما کر لاتے ہیں، جس سے گھر کی چیزیں خریدی جاتی ہیں۔

سکول میں اُستاد، پڑھاتے ہیں، لائبریرین، لائبریری میں کُتب وغیرہ کا خیال رکھتے ہیں، کھیلوں کی ذمّہ داری کھیلوں کے اُستاد کے ذمّے ہوتی ہے اور صفائی وغیرہ کے لیے صفائی کا عملہ ہوتا ہے۔ اِن تمام لوگوں کے کام کی نگرانی ہیڈ ماسٹر کرتے ہیں۔

ہمارے گھر محلّوں میں ہوتے ہیں۔ کئی محلّے مِل کر شہر یا دیہات بن جاتا ہے۔ چھوٹے بڑے شہروں اور دیہاتوں کو مِلا کر تحصیل بنتی ہے۔ ایک ضِلعے میں چند تحصیلیں ہوتی ہیں۔ کئی اضلاع



اشارات برائے اساتذہ : انتظام کیا ہوتا ہے اور یہ کیوں ضروری ہے۔ اساتذہ کرام بچّوں کو سادہ مثالیں دے کر سمجھائیں۔

مل کر کمشنری یا ڈویژن بن جاتا ہے ۔

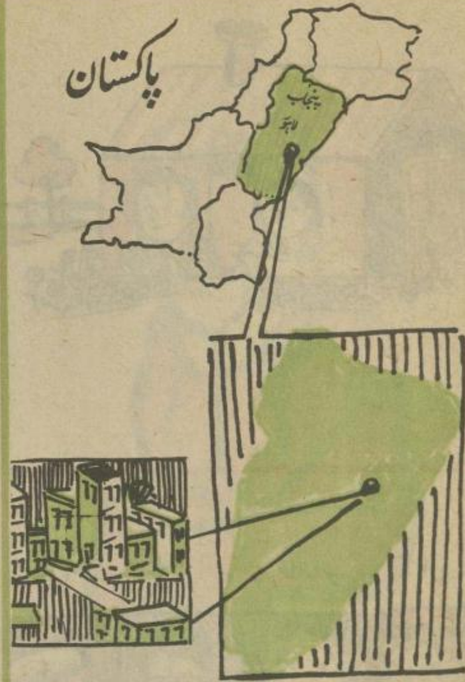
ہمارے صُوبے میں کُل آٹھ کمشنریاں یا ڈویژن ہیں ۔

آپ کو علم ہے کہ ہمیں زندگی میں بہُت سی چیزوں کی ضرُورت ہوتی ہے ۔ اِن میں خوراک، تعلیم ، علاج ، رہائش وغیرہ شامل ہیں ۔ حکومت ہماری اِن سب ضرُورتوں کا خیال رکھتی ہے اور ایسا انتظام کرنے کی کوشش کرتی ہے کہ گھر سے لے کر ڈویژن تک اور پھر پُورے مُلک میں کِسی چیز کی کمی نہ ہو ۔ اِس کے لیے مختلف محکمے بنا دِیے گئے ہیں ۔ زرعی پیداوار بڑھانے کے لیے محکمہ زراعت ، صحت و علاج کے لیے محکمہ صحت ، تعلیم کے لیے محکمہ تعلیم ، کارخانوں اور صنعتی پیداوار کے لیے محکمہ صنعت و حرفت ، لوگوں کے مال و جان کی حفاظت کے لیے محکمہ پولیس اور قانون و انصاف کے لیے محکمہ قانون قائمُ ہے ۔ یہ سب محکمے محلّوں سے لے کر شہروں ، تحصیلوں اور کمشنری کی سطح تک کام کرتے ہیں اور فوری طور پر لوگوں کے مسائل حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں ۔

ہر محکمے کا سربراہ ، سیکرٹری کہلاتا ہے ۔ سیکرٹری ایک وزیر کی نگرانی میں کام کرتا ہے۔ صُوبے کے انتظام کا سربراہ گورنر کہلاتا ہے ۔

ہائی کورٹ

اگر کوئی شخص یا گروہ آپس میں لڑ پڑیں یا کسی جائداد کا تنازعہ کھڑا ہو جائے تو معاملہ عدالت میں پیش کیا جاتا ہے ۔ عدالت دونوں فریقوں کی بات سُنتی





ہے اور جو درُست ہو، اس کے حق میں فیصلہ سُنا دیتی ہے ۔ ہر تحصیل، ضلعے اور ڈویژن میں عدالتیں ہوتی ہیں ۔ اگر کوئی یہ سمجھے کہ اِن عدالتوں نے درست فیصلہ نہیں کیا تو معاملہ ہائی کورٹ میں پیش کر دیا جاتا ہے ۔ ہائی کورٹ صُوبے کی سب سے بڑی عدالت ہوتی ہے۔ یہ عدالت دونوں فریقوں کی بات سُنتی ہے اور پُوری چھان بین کے بعد اپنا فیصلہ سُناتی ہے ۔

اِس عدالت میں بہُت سے جج ہوتے ہیں ۔ سب سے بڑے جج کو چیف جسٹس کہا جاتا ہے ۔

سوچنے کی باتیں

- نقشہ دیکھ کر اپنا شہر اور ضلع ڈھونڈیں اور دیکھیں کہ یہ کس کمشنری یا ڈویژن میں ہے ؟
- پنجاب کی کل کمشنریاں آٹھ ہیں، نقشے کی مدد سے ڈھونڈ کر ان کے نام لکھیں ۔
- جماعت کے بچّے کسی جگہ کی سَیر کا پروگرام بنائیں ۔ اِس کے انتظامات آپس میں بانٹ لیں اور ایک بچّے کو اِن سب کاموں کی نگرانی کا ذمّہ دیں ۔

صوبہ پنجاب کی انتظامی تقسیم

نمبر	نام کمشنری	نام اضلاع	نام تحصیلیں
1	لاہور	لاہور شیخوپورہ قصور اوکاڑہ	کینٹ سب ڈویژن ۔ صدر سب ڈویژن ۔ ماڈل ٹاؤن سب ڈویژن ۔ سٹی سب ڈویژن شیخوپورہ ۔ ننکانہ صاحب ۔ فیروز والہ قصور اور چونیاں اوکاڑہ اور دیپالپور
2	گوجرانوالہ	گوجرانوالہ سیالکوٹ گجرات	گوجرانوالہ ۔ حافظ آباد اور وزیر آباد سیالکوٹ ۔ ڈسکہ ۔ پسرور ۔ نارووال اور شکر گڑھ گجرات ۔ پھالیہ اور کھاریاں
3	راولپنڈی	راولپنڈی اٹک چکوال جہلم	راولپنڈی ۔ مری ۔ گوجر خان اور کہوٹہ اٹک ۔ پنڈی گھیب اور فتح جنگ ۔ چکوال اور تلہ گنگ جہلم اور پنڈ دادنخان
4	سرگودھا	سرگودھا خوشاب میانوالی بھکر	سرگودھا ۔ بھلوال اور شاہ پور خوشاب اور نورپور تھل میانوالی اور عیسیٰ خیل بھکر ۔ کلورکوٹ اور منکیرہ
5	فیصل آباد	فیصل آباد ٹوبہ ٹیک سنگھ جھنگ	فیصل آباد ۔ جڑانوالہ اور سمندری ٹوبہ ٹیک سنگھ ۔ گوجرہ اور کمالیہ جھنگ ۔ شورکوٹ اور چنیوٹ
6	ملتان	ملتان ساہیوال وہاڑی خانیوال	ملتان ۔ شجاع آباد اور لودھراں ساہیوال ۔ پاک پتن ۔ چیچہ وطنی وہاڑی ۔ بورے والا اور میلسی خانیوال ۔ کبیروالا اور میاں چنوں
7	ڈیرہ غازی خان	ڈیرہ غازی خان راجن پور مظفر گڑھ لیہ	ڈیرہ غازی خان اور تونسہ راجن پور ۔ جام پور اور روجھان مظفر گڑھ ۔ علی پور اور کوٹ ادو لیہ ۔ کروڑ اور چوبارہ
8	بہاولپور	بہاولپور بہاول نگر رحیم یار خان	بہاولپور ۔ احمد پور شرقیہ ۔ یزمان اور حاصل پور بہاول نگر ۔ چشتیاں ۔ منچن آباد ۔ ہارون آباد اور فورٹ عباس رحیم یار خان ۔ لیاقت پور ۔ خان پور اور صادق آباد

ہمارے مسائل

جنگلات ، زرعی پیداوار ، معدنیات اور کارخانوں سے ہماری زندگی کی ضروریات پُوری ہوتی ہیں ۔ یہ ذرائع پیداوار جس قدر بڑھیں گے اُسی قدر ہمیں اپنی ضروریات پُوری کرنے میں آسانی ہوگی ۔

ہمارے صُوبے میں ضرُورت کے مقابلے میں پیداوار بُہت کم ہے ۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ کن مسائل کے باعث پیداوار نہیں بڑھ پاتی ۔

پانی کی کمی

پنجاب میں بارش کم ہوتی ہے ، اِس لیے کھیتوں کو پانی دینے کے سلسلے میں صرف بارش پر انحصار نہیں کیا جا سکتا ۔ اور پھر یہ تو ضروری نہیں کہ بارش اُسی وقت ہو جب اُس کی ضرُورت ہو ۔ اِس مسئلے کو حل کرنے کے لیے دریاؤں سے نہریں نکالی گئی ہیں ۔ جہاں نہروں کا پانی نہیں پُہنچتا ، وہاں اگر زمین کے نیچے پانی میٹھا ہو تو ٹیوب ویل لگا لیے جاتے ہیں مگر تمام طریقے ابھی تک ہمارے پنجاب کے سارے کھیتوں کے لیے کافی نہیں ہیں ۔ اِس لیے کئی کھیت پانی نہ ہونے کے باعث کسی قِسم کی پیداوار نہیں دے پاتے ۔

بجلی کی کمی

آپ کو علم ہے کہ دریاؤں پر بند باندھ کر یا دُوسرے ذریعوں سے بجلی پیدا کی جاتی ہے ۔ بجلی سے ہماری گھریلو ضروریات پُوری ہوتی ہیں ۔ اِس سے ہمارے کارخانے اور ٹیوب ویل چلتے ہیں ۔

ہمارے صُوبے میں پیدا ہونے والی بجلی ہماری ضروریات کے مقابلے میں بُہت کم ہے ۔ بعض اوقات گھروں ، کارخانوں اور

اشارات برائے اساتذہ : ○ مسئلہ کیسے پیدا ہوتا ہے ، اُستاد صاحبان بچّوں کو اِس تصوّر کو روزمرّہ مثالوں سے سمجھائیں ۔

ٹیوب ویلوں کے لیے بجلی بند کر دی جاتی ہے۔ اِس سے پیداوار پر اثر پڑتا ہے۔

سیم و تھور

ہمارے صُوبے کے بعض علاقوں میں زمین گارے کی طرح رہتی ہے۔ ہوتا یُوں ہے کہ زمین کے نیچے کا پانی، زمین کی سطح کے بالکل قریب آجاتا ہے۔ ایسی حالت کو 'سیم' کہتے ہیں۔ اِس جگہ پر پودوں کی جڑیں گل جاتی ہیں اور پودے مَر جاتے ہیں۔

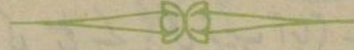
اِسی طرح کئی ضلعوں میں زمین کی سطح پر سفید رنگ کا پاؤڈر سا بچھ جاتا ہے۔ یہ پودوں کو ختم کر دیتا ہے۔ اِسے تھور یا کلر کہتے ہیں۔

ناخواندگی

ناخواندہ یا اَن پڑھ اس شخص کو کہتے ہیں جس نے سکُول یا کالج سے باقاعدہ تعلیم نہ حاصل کی ہو۔ ہمارے کسان اور مزدُور وغیرہ اَن پڑھ ہوتے ہیں، مگر یہ سب اپنا کام سمجھتے ہیں اور اِسے بہتر طور پر کر بھی لیتے ہیں۔ اگر اِن کو اچانک مسئلہ آن پڑے تو اِس مسئلے کے حل کے لیے اِنھیں پڑھے لکھے لوگوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ مثال کے طور پر اگر کسان اپنے کھیتوں کی پیداوار بڑھانا چاہے تو اِس کے سب طریقے اِسے کتاب سے مِل سکتے ہیں۔ اگر اِسے پڑھنا لکھنا آتا ہو تو کتاب پڑھ کر یہ سب طریقے جان سکتا ہے۔ دُوسری صُورت میں اِسے کسی پڑھے لکھے شخص سے مِلنا پڑے گا۔ اِس طرح پڑھ لکھ کر ہم اپنے کام نہ صرف خُود کر سکتے ہیں بلکہ اِنھیں بہتر طور پر انجام دیں گے۔ اَن پڑھ آدمی اپنی زندگی کے معمولی مسائل کے حل میں بھی دُوسروں کا محتاج ہو جاتا ہے۔ اُسے یہ بھی عِلم نہیں ہوتا کہ عام بیماریوں سے کیسے بچنا چاہیے اور کون سی خوراک اس کے لیے یا اس کے بچّوں کے لیے ضروری ہے۔

اِس مسئلے کو حل کرنے کے لیے حکومت نے بہُت سے اقدام کیے ہیں۔ عام سکُولوں میں اب شام کے وقت بھی

بالغ مرد، عورتیں اور ایسے بچّے پڑھ سکتے ہیں جو کسی وجہ سے صُبح کو نہیں پڑھ پاتے ۔





سوچنے کی باتیں

- زرعی پیداوار بڑھانے میں ہمارے صُوبے کو کیا کیا مسائل در پیش ہیں ؟
- کارخانے اور ٹیوب ویل کس چیز کی کمی کے باعث، ضرورت کے مطابق نہیں چلائے جا سکتے ۔
- جو بچّے صبح کوئی کام کرتے ہیں، کیسے تعلیم حاصل کر سکتے ہیں ؟



رفاہی ادارے

ماں باپ بہن بھائی اور دوست ہمیں بڑے پیارے لگتے ہیں ۔ اِن میں سے کوئی خُوش ہو تو ہمیں بھی خُوشی ہوتی ہے ۔ اگر کوئی بیمار پڑ جائے تو دِل فکرمند ہو جاتا ہے ، اور ہم اللہ میاں سے دُعا کرتے ہیں کہ وُہ اِن کو جلد تندرُست کر دے ۔ ان میں سے کسی کو کوئی ضرورت ہو اور ہم وُہ ضرورت پُوری کر سکتے ہوں تو ہم فوراً ایسا کرتے ہیں ۔ ایسا کرنے سے دِل بڑا خُوش ہوتا ہے ۔ اور پھر یہ سب لوگ بھی تو ہمارا ایسے ہی خیال رکھتے ہیں ، ہماری ضرورتیں بھی پُوری کر دیتے ہیں ۔

ہمارے صُوبے اور مُلک میں بسنے والے سب لوگ ہمارے والدین ، بہن بھائیوں اور دوستوں کی طرح ہی ہمیں پیارے لگتے ہیں ۔ اِسی لیے تو جب بس میں خُوب بھیڑ ہو اور کوئی بُزرگ بس میں چڑھ آئیں تو ہم فوراً اُن کو اپنی سیٹ دے دیتے ہیں ۔ اگر خُدا نخواستہ سڑک پر کوئی حادثہ ہو جائے تو سب لوگ فوراً اکٹھے ہو جاتے ہیں ، زخمیوں کو ہسپتال لے جاتے ہیں اور اگر انھیں خُون کی ضرورت ہو تو فوری طور پر خُون دے دیتے ہیں ۔ ایسا کرنے سے ایک طرف تو خُوشی ہوتی ہے کہ ہم کسی کے کام آئے اور پھر ایسا واقعہ ہمیں بھی تو پیش آ سکتا ہے ۔ اُس وقت یہی لوگ ہی ہماری مدد کو دوڑیں گے ۔

ہمارے مُلک میں بے شمار ایسے اِدارے قائم ہیں جو لوگوں کی بغیر کسی مالی فائدے کے خدمت کرتے ہیں ۔ ان کو 'رفاہی ادارے' کہتے ہیں ۔

اشارات برائے اساتذہ : ○ دوسروں کی خدمت کرنا کیوں ضروری ہے ؟ اساتذہ بچّوں کو روزمرہ مثالیں دیں ۔

انجمن ہلال احمر

یہ اِدارہ کِسی بھی مُصیبت میں لوگوں کی خدمت کرتا ہے ۔ جنگ یا سیلاب کی وجہ سے جن لوگوں کے گھر تباہ ہو جاتے ہیں ، اُن کو سامان مُہیّا کیا جاتا ہے ۔ یہ اِدارہ اپنے پاس بہُت سا خُون پیکٹوں میں محفُوظ رکھتا ہے ۔ یہ خُون مختلف لوگ دیتے ہیں ۔ یہ خُون ان لوگوں کو دیا جاتا ہے جن کے جسم میں خُون کی شدید کمی ہو جاتی ہے ۔ اِس طرح ایک تندرُست شخص کے خُون دینے سے ایک دُوسرے بھائی کی جان بچ جاتی ہے ۔

مخصوص بچّوں کے اِدارے

ایک دِن ثمینہ اور اس کی کلاس کے بچّوں کو خاص قِسم کے اِداروں کی سیر کروائی گئی ۔ اِن اداروں میں ایسے بچّوں کو تعلیم و تربیت دی جاتی تھی جو کِسی وجہ سے عام بچّوں کی طرح سُن نہیں سکتے تھے ، بول نہیں سکتے تھے اور چل پھر نہیں سکتے تھے ۔ ثمینہ اور اس کی کلاس کے بچّے یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اِن اِداروں میں بچّے تعلیم کے علاوہ بہُت سے ہُنر سِیکھ رہے تھے ۔ کچُھ بچّے کاغذ اور کپڑوں کے پھُول بنانا سِیکھ رہے تھے ، کچُھ اور بچّے ساز بجانا سِیکھ رہے تھے ، کچُھ بچّے ٹائپ کرنا سِیکھ رہے تھے ۔ کئی بچّے خُوبصُورت تصویریں بنا رہے تھے ، کچُھ بچّے سلائی اور کڑھائی کر رہے تھے ۔ کچُھ اور بچّے مزے مزے کے کھانے پکانا سِیکھ رہے تھے ۔ کچُھ بچّے پھُول اور پوُدوں کی دیکھ بھال کر رہے تھے ۔ اِن اِداروں میں کئی نوجوان لڑکے اور لڑکیاں بغیر کسی تنخواہ کے بچّوں کو مختلف کام سِکھا رہے تھے ۔ ثمینہ نے سوچا " کاش ہمارے سکول میں بھی ہمیں اس قِسم کے کام سِکھائے جائیں "۔ ثمینہ اور اس کے دوستوں نے عہد کیا کہ جب وہ بڑے ہو جائیں گے تو وُہ بھی اس قِسم کے کسی اِدارے میں بغیر کسی تنخواہ کے کام کریں گے اور بچّوں کو مختلف چیزیں سکھائیں گے ۔

تعلیمی ادارے

ثمینہ اور اسلم دونوں بہن بھائی ہیں ۔ ثمینہ چوتھی جماعت میں پڑھتی ہے اور اسلم نویں جماعت کا

طالب علم ہے ۔ دسویں جماعت پاس کرنے کے بعد اسلم ، گورنمنٹ کالج میں داخل ہو جائے گا ۔ یہاں سے ایف ۔ ایس ۔ سی کا امتحان پاس کرنے کے بعد وُہ انجنیئرنگ یونیورسٹی میں چار سال کا کورس مکمل کرے گا تاکہ انجنیئر بن سکے ۔ شاہد ، اسلم کا ہم جماعت اور دوست ہے وُہ کالج میں پروفیسر بننا چاہتا ہے ۔ دسویں جماعت پاس کرنے کے بعد وُہ گورنمنٹ کالج میں بی ۔ اے تک پڑھے گا اور ایم ۔ اے کرنے کے لیے اُسے پنجاب یونیورسٹی لاہور میں داخل ہونا پڑے گا ۔ پنجاب میں پانچ یُونیورسٹیاں ہیں ۔ پنجاب یُونیورسٹی لاہور ، یُونیورسٹی آف انجنیئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور ، زرعی یُونیورسٹی فیصل آباد ، جہاں زراعت کی تعلیم دی جاتی ہے ، اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پُور اور بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان ۔ ثمینہ زنانہ گورنمنٹ کالج سے ایف ۔ ایس سی کا امتحان اعلیٰ نمبروں میں پاس کرنے کے بعد فاطمہ جناح میڈیکل کالج ، لاہور میں داخل ہو جائے گی جہاں وُہ پانچ سال تک ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کرے گی ۔ پھر اس کا اِرادہ ڈاکٹر بن کر قوم کی خدمت کرنے کا ہے ۔ فاطمہ جناح میڈیکل کالج میں صرف لڑکیاں ہی ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کرتی ہیں ۔ اِس کے علاوہ صُوبے بھر میں اور جگہوں پر بھی میڈیکل کالج ہیں ، جہاں لڑکے اور لڑکیاں ایک ساتھ پڑھتے ہیں ۔ یہ کالج بہاول پُور ، مُلتان ، لاہور ، فیصل آباد اور راولپنڈی میں قائم ہیں ۔

پنجاب میں بہُت سے ایسے ادارے بھی ہیں جہاں فنّی تعلیم دی جاتی ہے ، ایسے اِداروں کو پولی ٹیکنیک اِنسٹی ٹیوٹ کہتے ہیں ۔ بہُت سے طالب علم دسویں جماعت پاس کر کے اِن اِداروں میں لکڑی کا کام اور ریڈیو انجنیئرنگ وغیرہ سے متعلق تعلیم حاصل کرتے ہیں ۔

کئی ایسے رفاہی ادارے بھی موجود ہیں جو اَن پڑھ افراد کو مفت تعلیم دیتے ہیں تاکہ وہ پڑھنا لکھنا سیکھ جائیں ۔ اِن میں ایسے افراد تعلیم حاصل کرتے ہیں جو کِسی وجہ سے بچپن میں پڑھنا لکھنا نہیں سِیکھ سکے ۔ اس کے علاوہ ایسے بچّے جو عام

سکولوں میں نہیں پڑھ سکتے یا کسی وجہ سے سکول چھوڑ چُکے ہیں، اِس قسم کے ادارے میں مُفت تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

چونکہ ہمارے مُلک میں پڑھے لکھے لوگ کم ہیں اور اَن پڑھ افراد زیادہ ہیں اس لیے حکُومت نے فیصلہ کیا ہے کہ ہر طالب علم کم از کم ایک اَن پڑھ شخص کو پڑھنا لکھنا ضرور سکھائے۔ اگر ہم سب ایک ایک اَن پڑھ شخص کو پڑھنا لکھنا سکھا دیں تو پاکستان میں علم کی روشنی بہُت تیزی سے پھیل جائے گی اور ہم بہُت ترقّی کر سکیں گے۔

زرعی قرضے

ثمینہ اور اسلم بہار کی چھٹیوں میں اپنے ماموں جان کے ہاں گاؤں گئے۔ ایک دن دونوں اپنے ماموں کے ساتھ گاؤں کی پچھلی جانب سیر کے لیے گئے۔ اسلم اِس حِصّہ کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ ایک سال پہلے جب یہ لوگ گاؤں آئے تھے تو گاؤں کا یہ حِصّہ ویران پڑا ہُوا تھا۔ اَب وہاں ہَرے بھَرے کھیت لہلہا رہے تھے۔ ماموں جان نے بتایا کہ جن لوگوں کی یہ زمینیں ہیں اُنھوں نے زرعی ترقیاتی بینک سے قرضہ لے کر زمینوں کے لیے ٹریکٹر، کھاد اور بیج وغیرہ خریدے اور فصلیں اُگا لیں۔ اب وُہ یہ قرضہ آہستہ آہستہ قِسطوں میں ادا کر دیں گے۔ تھوڑا قرضہ لینا ہو تو امدادِ باہمی کی انجمن سے بھی مِل جاتا ہے۔

انجمن امدادِ باہمی

اسلم نے پُوچھا "ماموں جان! انجمن امدادِ باہمی کس کو کہتے ہیں؟" ماموں جان نے کہا "انجمن امدادِ باہمی کا مطلب ہے، ایک دُوسرے کی مدد کرنے والی انجمن، کچُھ لوگ مِل کر ایک انجمن امدادِ باہمی بنا لیتے ہیں اور ہر ممبر ہر ماہ اپنی بچائی ہُوئی رقم میں سے کچُھ روپیہ انجمن میں اپنے حِصّے کے طور پر جمع کروا دیتا ہے۔ ضرورت پڑنے پر اس انجمن کا ہر ممبر اِس رقم میں سے قرضہ لے سکتا ہے۔



سوچنے کی باتیں

- ایک دن ہمارے محلّے میں چند ڈاکٹر آئے ، اُنھوں نے کہا ہم ہلالِ احمر کی طرف سے آئے ہیں ۔ بہُت سے جوانوں نے اُن کو اپنا خُون دیا ۔ اِن جوانوں نے خُون دے کر کیا اچھّا کیا ؟ ان جوانوں کا خُون اب کس کے کام آئے گا ؟
- اس سال اسلم کے اَبوُ کو پتا چلا کہ آلوُ کی ایک ایسی نئی قسم آئی ہے ، جس سے پیداوار دوگنا ہو سکتی ہے ۔ وہ چاہتے ہیں کہ پانچ دس کھیتوں میں اس کو کاشت کریں ، مگر ان کے پاس اِتنے پیسے نہیں ہیں ۔ وہ سخت فکر مند ہیں ۔ آپ ان کو کیا مشورہ دینا پسند کریں گے جس سے ان کی فکر ختم ہو جائے ۔
- کیا آپ کے گھر یا محلّے میں کوئی اَن پڑھ شخص ہے ؟
  اگر آپ ایسے شخص کو پڑھنا لکھنا سکھا دیں تو وہ آپ کو ساری عُمر دُعائیں دے گا اور آپ اس کے اُستاد یا اُستانی کہلائیں گے۔
  کیوں نہ یہ کام آج ہی شرُوع کیا جائے ۔
- کیا آپ کے محلّے یا گاؤں میں کوئی ایسا بچّہ ہے جو عام بچّوں کی طرح سُن نہیں سکتا ، دیکھ نہیں سکتا ، بول نہیں سکتا یا چل نہیں سکتا ؟ آپ ایسے بچّے کی کس طرح مدد کر سکتے ہیں ؟

بڑے لوگ

زندگی میں ہر شخص کوئی نہ کوئی کام کرتا ہے ، روزی کماتا ہے ، بعض اوقات کسی کی خدمت بھی کرتا ہے۔ مگر کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اپنی ساری زندگی لوگوں کی خدمت یا ایسی چیز بنانے میں خرچ کر دیتے ہیں جس سے آنے والے سب لوگ فائدہ اُٹھاتے ہیں ۔

آپ ہوائی جہاز پر منٹوں میں گھنٹوں کا سفر کرتے ہیں ، ٹیلی فون پر دُنیا میں جہاں چاہیں بات کر سکتے ہیں ، ٹیلی ویژن ایک ڈبّا سا ہوتا ہے مگر دُنیا جہان کے پروگرام اِس پر دیکھے جا سکتے ہیں ۔ یہ سب چیزیں ہم سے پہلے بہُت سے اِنسانوں نے محنت اور کوشش سے ایجاد کی ہیں ۔ اِن کو مُوجد کہتے ہیں ۔

پہلے ایک کھیت میں چند کلو گرام گندم پیدا ہوتی تھی ۔ اب سائنس دانوں نے ایسے ایسے بیج تلاش کر لیے ہیں جن کی

اشارات برائے اساتذہ : اساتذہ کرام سے گزارش ہے کہ وہ بچّوں کو درج ذیل تصورات خُوب اچھے طریقے سے سمجھائیں :

- بڑا آدمی وُہ ہوتا ہے جو بڑا کام کرے ۔ محض روپے پیسے سے آدمی بڑا نہیں ہوتا ۔
- اسلام ہمارا دین ہے ۔ اِس کی تاریخ بیان کرتے ہُوئے ، کتاب میں دی گئی اسلامی شخصیات کا تعارف اور ان کا کردار سمجھائیں ۔
- ہمارا مُلک ہمیں بڑا عزیز ہے ، اِس کے لیے بہت سی شخصیات نے اہم کام انجام دیے ۔ ان کا مُطالعہ مُلکی تاریخ میں ان کی خدمات کے تناظر میں پڑھائیں ۔

بدولت پہلے سے کئی گُنا زیادہ گندم پیدا ہوتی ہے ۔ اِسی طرح پہلے کئی بیماریوں سے لوگ مر جاتے تھے ۔ ڈاکٹروں نے ایسی دوائیاں بنالی ہیں جو چند دنوں میں مریض کو ٹھیک کر دیتی ہیں ۔

یہ مُوجد، سائنس دان اور ڈاکٹر عام لوگوں کے مقابلے میں بڑے لوگ ہوتے ہیں کیونکہ اِنھیں لوگوں کی بدولت ہمیں ایسی ایسی مشینیں مِلی ہیں جو گھنٹوں کا کام منٹوں میں اور بہُت سے لوگوں کا کام اکیلے ہی کر دیتی ہیں ۔

کچھُ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو لوگوں کو اچھّی اچھّی باتیں سکھاتے ہیں اور جن پر عمل کرکے لوگوں کی زندگی پہلے سے بہتر ہو جاتی ہے ۔ یہ لوگ بھی عام لوگوں سے الگ ہوتے ہیں اور اِنھیں بھی بڑے لوگ کہا جاتا ہے ۔

حضرت محمّد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

آپ کو پتا ہے کہ اسلام ہمارا دین ہے ۔ اسلام ہمیں ایسی باتیں سکھاتا ہے ، جس سے اِنسانوں کے درمیان پیار بڑھتا ہے۔ اِسلام ہمیں لوگوں کی خدمت کرنے کا حُکم دیتا ہے ۔ اِسلام ہمیں دُوسروں کی خاطر قرُبانی کا سبق دیتا ہے ۔

اسلام کی یہ سب اچھّی اچھّی باتیں ہمیں ہمارے پیارے رسُول محمّد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے بتائیں۔ آپؐ کے والد ماجد کا نام عبداللہ اور والدہ ماجدہ کا نام حضرت آمنہؓ تھا۔ آپؐ سعودی عرب کے شہر مکّے میں پیدا ہُوئے ۔

آپؐ جب چھوٹے تھے تو آپؐ کو دیہات میں بھیج دیا گیا تاکہ آپؐ کی صحت اچھّی رہے ۔ دیہات میں آپؐ کی خدمت بی بی حلیمہؓ

کرتی تھیں ۔ بی بی حلیمہ آپؐ سے بہُت پیار کرتی تھیں ۔ چار سال کے بعد آپؐ واپس اپنی والدہ محترمہ کے پاس آ گئے۔ آپؐ صرف چھے سال کے تھے کہ آپؐ کی پیاری والدہ بھی فوت ہو گئیں ۔ اس کے بعد آپؐ کے دادا نے آپؐ کی پرورش شرُوع کر دی مگر وہ بھی دو سال بعد فوت ہو گئے ۔ اب آپؐ اپنے چچا کے پاس رہنے لگے ۔ اُس زمانے میں آپؐ کے اِرد گرد کے لوگ اچھے نہ تھے ۔ وہ بغیر کسی وجہ کے ایک دُوسرے سے لڑتے رہتے تھے ۔ اپنی بیٹیوں سے پیار کرنے کے بجائے ان کو مار ڈالتے تھے ۔ نہ کوئی کام کرتے تھے اور اِدھر اُدھر چوریاں کرتے رہتے تھے ۔ آپؐ یہ سب دیکھ کر بہت فکر مند ہوتے اور اکثر سوچتے رہتے تھے کہ اِن بُرائیوں کو لوگوں میں کیسے ختم کیا جائے ۔

آخر کار ایک دن اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو وُہ پیغام دیا کہ جس سے ہمارے پیارے رسُولؐ لوگوں کو ٹھیک کر سکتے تھے ۔ اسی پیغام کو اِسلام کہتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو نبی بنایا کہ آپؐ لوگوں کو وُہ باتیں سمجھائیں ، جس سے ان کی زندگی سے بُری چیزیں ختم ہو جائیں ۔

آپؐ نے اپنے اِرد گرد کے لوگوں کو اچھے کام کرنے ، بُرے کاموں سے بچنے اور آپس میں پیار محبّت سے رہنے کو کہا۔ یہ لوگ ان کی باتیں سُنتے اور عمل کرنے کے بجائے آپؐ کو ستانے لگ پڑے ۔ ان میں سے کچھُ لوگ آپؐ کی بات مان لیتے اور مُسلمان ہو جاتے ، مگر کافر اِن مُسلمانوں کو پتّھر مارتے ، ان کو گرم ریت پر لٹا دیتے اور طرح طرح کی تکلیفیں دیتے ۔

یہ لوگ ، مُسلمانوں کو اِس قدر تنگ کرنے لگے کہ آخر یہ اپنے اس علاقے کو چھوڑ کر کچھُ فاصلے پر مدینے چلے گئے ۔ مدینہ کے لوگوں نے آپؐ اور آپؐ کے ساتھیوں سے بہُت اچھّا سلُوک کیا ۔

مکّے کے لوگ اِتنے بُرے تھے کہ اُنھوں نے مُسلمانوں کو یہاں بھی آرام سے نہ بیٹھنے دیا ۔ مکّے والے یہاں فوج لے کر

آتے اور حملہ کرتے تھے مگر مُسلمان اُن کو شکست دے دیتے تھے ۔ آخر ایک دِن ایسا بھی آیا کہ مُسلمانوں نے مکّہ فتح کر لیا ، مگر آپؐ نے مکّے والوں ، جو آپؐ کو ہمیشہ تنگ کرتے تھے ، مُسلمانوں کو تکلیفیں دیتے تھے ، جو مُسلمانوں سے لڑتے تھے ، کو معاف کر دیا ۔ اِس سلُوک پر سب مکّے والے مُسلمان ہو گئے اور دُوسرے مُسلمانوں کے ساتھ بھائیوں کی طرح رہنے لگے ۔

اِس کے تھوڑے ہی عرصے کے بعد آپؐ تریسٹھ سال کی عُمر میں اللہ کو پیارے ہو گئے ۔

آپؐ نے اسلام کی جو باتیں لوگوں کو سُنائیں لوگوں نے اس پر عمل کرنا شرُوع کر دیا اور اُن کی زندگی پہلے سے بالکل بدل گئی۔ اب وُہ اچھے اچھے کام کرنے لگے اور بُرے کام اُنھوں نے چھوڑ دیے ۔

صحابہ کرامؓ نے اسلام کی باتوں کو کئی دُوسرے علاقوں میں پھیلایا اور مُسلمانوں کی بہتری کے لیے بہُت سے کام کیے ۔



سوچنے کی بات اِس سبق میں آپ کو حضور اکرمؐ کی جو اچھی اچھی باتیں بتائی ہیں ، ان کو لکھیں اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں ۔

حضرت ابُوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ

حضرت ابوبکرؓ کا نام عبداللہ اور لقب صدّیق تھا۔ یہ لقب آپؓ کو ہمارے پیارے رسُول محمّد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے عطا فرمایا تھا۔ آپؓ اور آنحضرتؐ بچپن ہی سے ایک دُوسرے کے گہرے دوست تھے ۔

مَردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدّیقؓ ہی نے اِسلام قبول کیا۔ جب مُسلمان مکّے کو چھوڑ کر مدینے چلے آئے تھے

تو ان کی ضرورتیں بڑی مُشکل سے پُوری ہوتی تھیں اور اِدھر مکّہ والے مُسلمانوں سے لڑنے آجاتے تھے ۔ اِن حالات میں حضرت ابوبکرؓ اپنا سارا مال اپنے مُسلمان بھائیوں کو دے دیتے تھے بلکہ ایک دفعہ تو اُنھوں نے اپنے گھر کا سارا سامان تک لاکر رسُولِ اکرمؐ کے حوالے کر دیا ۔ جب رسولِ اکرمؐ نے مسجد نبوی بنانا چاہی تو اِس مسجد کے لیے زمین کی قیمت بھی آپؓ ہی نے ادا کی ۔

جب رسولِ اکرمؐ اللہ کو پیارے ہو گئے تو سب مُسلمان بڑے پریشان ہو گئے کہ اب کون ان کا خیال رکھے گا ؟ اس موقع پر حضرت ابوبکرؓ کو ہی آپؐ کا خلیفہ چُنا گیا ۔

آپؓ نے اسلام کے دُشمنوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور مُسلمانوں کو ہر تکلیف سے بچایا ۔ آپؓ ہمیشہ مُسلمانوں کی ضرورتوں کا خیال رکھتے تھے اور ہر طرح سے ان کو پُورا کرنے کی کوشِش کرتے تھے ۔ جب آپؓ خلیفہ تھے ، آپؓ کے پاس اگر کوئی پیسہ آتا تو فوراً اِسے تمام مُسلمانوں میں بانٹ دیتے تھے ۔

حضرت ابوبکرؓ بہُت اچھی عادتوں کے مالک تھے ۔ آپؓ خلیفہ بن کر بھی اپنے سارے کام خود ہی کرتے تھے ۔

جب آپؓ کی عُمر تریسٹھ سال ہُوئی تو آپؓ نے وفات پائی ۔ آپؓ کو رسول اکرمؐ کے ساتھ ہی دفن کیا گیا ۔





سوچنے کی باتیں

1 ـــ مُسلمانوں کے مدینے آنے پر حضرت ابوبکرؓ نے کیا خدمات انجام دِیں ؟

2 ـــ حضرت محمّد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے انتقال کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے کس طرح مُسلمانوں کا خیال رکھا ؟

حضرت عُمرِ فارُوق رضی اللہ عنہ

حضرت عُمرؓ بڑے بہادُر اور نڈر سپاہی تھے۔ اگر وُہ کسی بات کو صحیح سمجھتے تو اُسے فوراً قبول کر لیتے تھے۔ آنحضرتؐ، حضرت عُمرؓ کو اُن کی بہادُری اور سچّائی کی وجہ سے بہُت پسند کرتے تھے۔ رسُولِ کریمؐ نے آپؓ کو فاروق کا لقب عطا فرمایا۔ فاروق کا مطلب ہے، سچ اور جھوٹ میں فرق کرنے والا۔

حضرت عُمرؓ شرُوع میں اسلام کے سخت مخالف تھے۔ ایک دن آپؓ نے رسُولِ کریمؐ کو (نعوُذ باللہ) قتل کرنے کا اِرادہ کر لیا۔ تلوار لے کر نِکلے تو راستے میں معلُوم ہُوا کہ خُود اُن کی بہن اور بہنوئی اِسلام لا چُکے ہیں۔ وُہیں سے اُن کے دروازے پر پُہنچے۔ اندر سے قرآنِ مجید پڑھنے کی آواز آرہی تھی۔ حضرت عُمرؓ کو پہلے تو اُن پر بہُت غُصّہ آیا اور اُن پر برس پڑے۔ جب غُصّہ دُور ہوا تو کہنے لگے "تمُ لوگ کیا پڑھ رہے تھے؟ لاؤ میں بھی تو سُنوں۔" جب قرآنِ مجید کی چند آیتیں سُنیں تو اُن کے دِل پر بڑا اَثر ہُوا۔ چنانچہ وہیں سے اُٹھے اور رسُولِ کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہو کر اِسلام قبول کر لیا۔

مکّے میں ابھی کافروں کا بہُت زور تھا۔ حضرت عُمرؓ کے ایمان لانے سے پہلے مُسلمان چھُپ کر نماز پڑھتے تھے لیکن اَب وُہ کھُلم کھُلا نماز ادا کرنے لگے۔ رسُولِ اکرمؐ حضرت عُمرؓ کے ایمان لانے پر بہُت خُوش ہُوئے۔ حضرت عُمر فاروقؓ نے آنحضرتؐ کے ساتھ کئی غزوات میں حصّہ لیا۔ جس جنگ میں خُود رسولِ اکرمؐ نے حصّہ لیا ہو، اُسے غزوہ کہتے ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ کی وفات کے بعد حضرت عُمرؓ مُسلمانوں کے خلیفہ مقرّر ہُوئے۔ آپؓ کے دَور میں اِسلام بہُت سے عِلاقوں میں پھیل گیا۔

حضرت عمرؓ کو رعایا کی خوشحالی اور حفاظت کا بہت خیال تھا۔ آپؓ رات کو بھیس بدل کر گلی کوچوں میں چکر لگاتے تاکہ معلوم کر سکیں کہ کسی کو کوئی تکلیف تو نہیں۔ اگر کسی کی کوئی جائز شکایت ہوتی تو اُسے فوراً دُور کر دیتے۔ آپؓ روزانہ فجر کی نماز کے بعد مسجد کے صحن میں بیٹھ جاتے اور لوگوں کی شکایات سُنتے اور اُن کو حل کرنے کی کوشش کرتے۔
آپؓ کی خلافت کے دسویں سال ایک حبشی غلام نے آپؓ کو خنجر مار کر زخمی کر دیا جس سے آپؓ تریسٹھ سال کی عمر میں شہید ہو گئے۔





سوچنے کی باتیں

1 — فاروق کا کیا مطلب ہے؟
2 — حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کا واقعہ بیان کریں؟
3 — حضرت عمرؓ رعایا کی خوشحالی اور حفاظت کے لیے کیا کرتے تھے؟

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

جب حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے لوگوں کو اسلام کی باتیں بتانا شروع کیں تو حضرت عثمانؓ نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ حضرت عثمانؓ، حضور نبی کریمؐ سے بہت محبت کرتے تھے، آنحضرتؐ بھی حضرت عثمانؓ کو بہت چاہتے تھے۔ آنحضرتؐ کی دو صاحبزادیوں کا آپؓ سے نکاح ہوا۔ حضرت عثمانؓ ایک غزوے کے سوا تمام غزوات میں رسولِ اکرمؐ کے ساتھ مل کر مکہ والوں کے خلاف لڑے۔
حضرت عثمانؓ کو حضرت عمرؓ کے بعد خلیفہ چُنا گیا۔ آپؓ کے زمانے میں بہت سے علاقے فتح ہوئے، اور مسلمانوں کی

حکومت دُور دُور تک پھیل گئی ۔

حضرت عثمانؓ نے اپنی رعایا کی بہتری کے لیے بڑے اچھّے اچھّے کام کیے ۔ کئی پُل، سڑکیں اور مُسافر خانے بنوائے ۔ آپؓ نے پینے کا پانی حاصل کرنے کے لیے کنوئیں بھی کھُدوائے تاکہ لوگوں کو پانی آسانی سے مِل سکے ۔ آپؓ نے مسجد نبوی کو نئے سِرے سے بنوایا اور اُسے کھُلا بھی کر دیا تاکہ زیادہ سے زیادہ نمازی، نماز باجماعت ادا کر سکیں ۔ آپؓ کی سب سے بڑی خدمت قرآنِ پاک کو جمع کرنا اور اس کی اشاعت کرنا ہے ۔ آپؓ نے قرآنِ کریم کی صحیح نقلیں تیّار کروائیں اور اُن کو اسلامی سُلطنت کے تمام عِلاقوں میں بھیج دیا اور اِس طرح خُدا کے کلام کو دُنیا میں پھیلایا ۔

حضرت عثمانؓ بُہت نیک اور نرم دل انسان تھے ۔ آپؓ بُہت سخی تھے ۔ آپؓ کے پاس جو کچھ ہوتا خُدا کی راہ میں دے دیتے ۔ اِسی واسطے آپؓ عثمان غنی کے نام سے مشہُور ہیں ۔ آپؓ کئی غریبوں اور یتیموں کی پرورش اپنی جیب سے کرتے تھے ۔ قرآنِ پاک سے آپؓ کو بُہت محبّت تھی ۔ آپؓ کو جب بھی وقت مِلتا، آپؓ قرآنِ پاک کی تلاوت کرتے ۔

حضرت عثمانؓ کی نرمی سے کچھ شرارت پسند لوگ ناجائز فائدہ اُٹھانا چاہتے تھے ۔ جب آپؓ نے اُن کو ایسا کرنے سے روکا تو کچھ شرپسند آپؓ کے مکان میں داخل ہو گئے اور آپؓ کو شہید کر دیا ۔ اُس وقت آپؓ کی عُمر بیاسی سال تھی ۔



سوچنے کی باتیں

1 — حضرت عثمانؓ نے رعایا کی بہتری کے لیے کیا کام کیے ؟

2 — آپؓ عثمان غنی کیوں مشہُور ہوئے ؟

حضرت علی علیہ السلام

حضرت علی علیہ السلام ، آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے چچا حضرت ابو طالب کے بیٹے تھے ۔ آپؑ نے حضُور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی نگرانی میں پرورش پائی ۔ نبی کریمؐ کو آپؑ سے بہُت محبّت تھی ۔

بچّوں میں حضرت علی علیہ السلام سب سے پہلے ایمان لائے ۔ آپؑ بہُت بہادر تھے ۔ رسُولِ کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے زمانے میں آپؑ نے تمام جنگوں میں حِصّہ لیا اور ان میں بڑی بہادری کے کارنامے دکھائے ۔ آپؑ کی بہادری کی وجہ سے رسُولِ کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے آپؑ کو اسد اللہ کا خطاب دیا تھا ، اس کے معنی ہیں خُدا کا شیر ۔

رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنی پیاری صاحب زادی حضرت فاطمہؓ کی شادی آپؑ سے کی ۔ حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ ، آپؑ کے صاحبزادے تھے ۔

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد حضرت علیؑ مُسلمانوں کے چوتھے خلیفہ چُنے گئے ۔ آپؑ کے عہد میں مُسلمانوں کے درمیان کچُھ اختلافات پیدا ہو گئے ۔ آپؑ نے بہُت کوشش کی کہ مُسلمان آپس کے لڑائی جھگڑے ختم کر دیں اور ایک دُوسرے کے بھائی بن جائیں ۔ لیکن اکثر شرارت پسندوں نے آپؑ کی بات نہ مانی اور آپس میں لڑتے رہے ۔

حضرت علی علیہ السلام بہُت دلیر اور بہادر تھے ۔ آپؑ کو علم و فضل میں بھی کمال حاصل تھا ۔

حضرت علی علیہ السلام بہت سادہ زندگی بسر کرتے تھے ۔ آپؑ کے دَر سے کوئی سوالی خالی ہاتھ نہ جاتا تھا ، گو خُود کئی کئی دِن فاقے میں گزار دیتے ۔

حضرت علی علیہ السلام ایک صُبح ، کوفے کی جامع مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص نے آپؑ پر خنجر سے حملہ کر دیا جس سے آپؑ نے شہادت پائی ۔



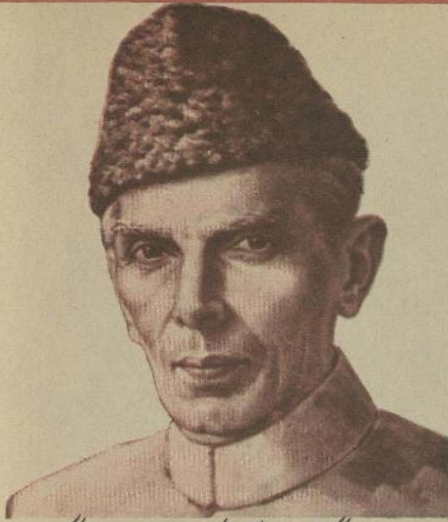


سوچنے کی باتیں

1 ـــ حضرت علی علیہ السلام کی پرورش کِن کی نگرانی میں ہوئی ؟

2 ـــ حضرت علی علیہ السلام کو اسد اللہ کا خطاب کِس نے دیا ؟

3 ـــ حضرت علی علیہ السلام کی شادی کِس سے ہُوئی ؟



قائدِاعظمؒ

قائدِ اعظم محمّد علی جناحؒ 25، دسمبر 1876ء کو کراچی میں پیدا ہُوئے ۔آپ نے دسویں جماعت تک تعلیم کراچی میں حاصِل کی ۔ اِس کے بعد اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیے انگلستان چلے گئے جہاں آپ نے وکالت کا اعلیٰ امتحان پاس کیا ۔ آپ اپنی محنت کی وجہ سے بہُت مشہُور ہو گئے اور وکالت میں بڑا نام پیدا کیا ۔ اُن دِنوں برِّصغیر پاک و ہند پر انگریزوں کی حکومت تھی ۔ انگریز مُسلمانوں کو اچھّا نہ سمجھتے تھے بلکہ ہندوؤں کو مُسلمانوں کے خلاف اِستعمال کرتے تھے اور اِس طرح مُسلمانوں کو سخت تنگ کرتے تھے ۔ مُسلمانوں کی نہ جانیں محفُوظ تھیں اور نہ ہی ان کے گھر ۔

قائدِاعظمؒ نے یہ سب حالات دیکھ کر سوچا کہ مُسلمان جن علاقوں میں ہِندُوؤں کے مقابلے میں زیادہ رہتے ہیں وہاں علیٰحدہ مُلک بنا لینا چاہیے ۔ اُنھوں نے یہ بات لوگوں کو لاہور کے ایک جلسے میں سمجھائی ۔ یہ جلسہ 23، مارچ 1940ء کو ہُوا تھا ۔ مُسلمان یہ بات سُن کر بہُت خُوش ہُوئے اور اُنھوں نے عہد کیا کہ وُہ ہر ممکن کوشِش سے یہ مُلک حاصِل کریں گے ۔ اِسی مُلک کا نام پاکستان رکھا گیا ۔

قائدِ اعظمؒ نے مُسلمانوں کو آزادی دلانے کے لیے دن رات کام کیا اور آخر اللہ تعالیٰ کے فضل اور قائدِ اعظمؒ کی محنت

سے 14، اگست 1947ء کو پاکستان بنا۔

قائدِ اعظمؒ پاکستان کے پہلے سربراہ بنے۔ آپؒ نے پاکستان کی بہتری کے لیے دن رات کام کیا جس کے باعث آپ کی صحت بہُت خراب ہوگئی۔ ڈاکٹروں نے آپ کو آرام کرنے کا مشورہ دیا مگر آپ نے اپنے وطن کی خاطر ایک منٹ بھی آرام کرنا مناسب نہ سمجھا۔ آخر کار صحت کی خرابی کے باعث قائدِ اعظمؒ 11، ستمبر 1948ء کو وفات پا گئے۔

پاکستان کے لوگوں کو آپ سے بہُت پیار ہے۔ آپ کی موت سے ہر چھوٹے بڑے کو بہُت افسوس ہُوا۔ آپ کو کراچی میں دفن کیا گیا۔ وہاں ایک شاندار مقبرہ تعمیر کیا گیا ہے۔ ہزاروں لوگ آپ کے مزار پر جاتے ہیں، وہاں دُعا مانگتے اور پھُول چڑھاتے ہیں۔



سوچنے کی باتیں

1— قائدِ اعظمؒ کب اور کہاں پیدا ہُوئے؟

2— آپ نے وکالت کی اعلیٰ تعلیم کہاں سے حاصل کی؟

3— 23، مارچ 1940ء کے جلسے میں آپ نے لوگوں کو کیا بات سمجھائی؟

4— پاکستان کب وجود میں آیا؟

5— وفات سے پہلے قائدِ اعظمؒ کی صحت کیوں خراب ہوگئی؟

6— قائدِ اعظمؒ کا مقبرہ کہاں تعمیر کیا گیا ہے؟



ڈاکٹر محمّد اقبالؒ

ڈاکٹر محمّد اقبالؒ 9، نومبر 1877ء کو سیالکوٹ میں پیدا ہُوئے۔

اقبالؒ کے والدین نے آپ کی تربیّت بہُت اچھّے طریقے سے کی اور آپ کو دِین کی اچھّی اچھّی باتیں بتائیں۔ اقبالؒ نے ایف۔اے تک تعلیم سیالکوٹ میں حاصل کی۔ اس کے بعد آپ لاہور آگئے، گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم۔اے پاس کیا اور بعد میں انگلستان چلے گئے، جہاں سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد وطن واپس آئے۔

اُن دِنوں برِّصغیر پاک و ہند پر انگریزوں کی حکُومت تھی۔ انگریزوں کا سلُوک مُسلمانوں سے اچھّا نہیں تھا۔ اقبالؒ چاہتے تھے کہ مُسلمان انگریزوں سے آزادی حاصل کر کے علٰحدہ مُلک بنائیں۔ اُنھوں نے ایسی نظمیں لِکھیں جن سے مُسلمانوں میں آزادی کا جذبہ پیدا ہُوا۔

ڈاکٹر اقبالؒ ہمارے قومی شاعر ہیں۔ ہم اُن کو بہُت عِزّت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ آپ نے بہُت ساری کتابیں لِکھی ہیں جنھیں لوگ بہُت شوق سے پڑھتے ہیں۔

آپ نے بچّوں کے لیے آسان آسان نظمیں بھی لِکھّی ہیں جنھیں بچّے پڑھتے ہیں اور اُن کی نصیحتوں پر عمل کر کے اچھّے

پاکستانی بننے کی کوشش کرتے ہیں۔ آپ نے 21، اپریل 1938ء کو وفات پائی۔ آپ کو لاہور میں شاہی مسجد کے بڑے دروازے کے بائیں جانب دفن کیا گیا۔





سوچنے کی باتیں

1 ــ علّامہ اقبالؒ کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

2 ــ علّامہ اقبالؒ کیوں چاہتے تھے کہ مسلمان انگریزوں سے آزادی حاصل کر کے علٰحدہ مُلک بنائیں؟

3 ــ علّامہ اقبالؒ کی نظموں کا مسلمانوں پر کیا اثر ہُوا؟

4 ــ علّامہ اقبالؒ نے کب وفات پائی؟





میجر عزیز بھٹی (شہید)

میجر عزیز بھٹّی ضلع گجرات کے ایک گاؤں لادیاں کے رہنے والے تھے۔ آپ بچپن ہی سے بہُت لائق تھے اور پڑھائی کی طرف بہُت توجّہ دیتے تھے۔

آپ فوج میں بھرتی ہو گئے۔ وہاں آپ نے نہایت محنت اور تندہی سے کام کیا اور امتحان پاس کرنے پر آپ کو اعزازی تلوار ملی۔ یہ تلوار اُس کو مِلتی ہے جو تربیّت کے دوران سب سے زیادہ لائق اور اچھّا ثابت ہو۔ اِس سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ آپ کو فوجی تربیّت حاصل کرنے کا کِتنا شوق تھا۔

6 ستمبر 1965ء کو بھارت نے جنگ کا اعلان کیے بغیر لاہور پر حملہ کر دیا، لیکن ہماری بہادر فوج مقابلے کے لیے ڈٹ گئی۔ میجر عزیز بھٹّی مُٹھّی بھر جوانوں کے ساتھ دُشمن کی بہُت بڑی فوج کے سامنے دیوار کی طرح کھڑے ہو گئے۔

ایک صبح جاں باز کی طرح وُہ اپنی فوج کے آگے آگے رہے۔ کئی دنوں تک نہ سوئے، نہ کھایا پیا اور آخر کار اپنے فرض کو پُورا کرنے میں اُنھوں نے اپنی جان خُوشی سے قُربان کر دی۔

آپ کی اِس بے مثال بہادری اور جاں نثاری پر آپ کو نشانِ حیدر عطا کیا گیا۔ یہ نشان ہمارے مُلک کا سب سے بڑا فوجی اعزاز ہے۔





سوچنے کی باتیں

1- میجر عزیز بھٹّی کہاں کے رہنے والے تھے؟

2- میجر عزیز بھٹّی کو اعزازی تلوار کیوں ملی؟

3- میجر عزیز بھٹّی کو ان کی بہادری کے صلے میں کون سا نشان ملا؟

کتاب بہترین ساتھی ہے - اس سے پیار کیجیے - اسے ضائع ہونے سے بچائیے



اپیل

پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ ایک قومی ادارہ ہے جو پنجاب کے طلبہ کے لیے معیاری اور سستی نصابی کتب بروقت مہیا کرنے کے لیے کوشش کرتا ہے۔ مگر کچھ جعل ساز ناجائز منافع کے لیے بورڈ کی شائع کردہ کتب کے جعلی ایڈیشن گھٹیا کاغذ پر ناقص طباعت کے ساتھ مارکیٹ میں فروخت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور بورڈ کو مالی نقصان پہنچانے کے علاوہ اس کی بدنامی کا سبب بھی بنتے ہیں۔ طلبہ اور والدین سے توقع کی جاتی ہے کہ ایسی کتب کی اطلاع بورڈ کو دیں تاکہ ضروری سدباب کیا جا سکے۔ بورڈ کی نصابی کتابوں کی نشاندہی بورڈ کے اس نشانِ خصوصی سے ہوتی ہے جو ہر کتاب کے سرورق پر چھپا ہوتا ہے۔

بورڈ کی کتابوں کے علاوہ طلبہ اضافی کتب خریدنے کے پابند نہیں ہیں۔ جماعت چہارم کے لیے صرف درج ذیل کتب ہی جائز ہیں۔

اُردو کی چوتھی کتاب　دینیات　سائنس　ریاضی　معاشرتی علوم

عبدالوحید چیئرمین
پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ
۲۱-ای-۲- گلبرگ -۳- لاہور

شجر کی دولت لازوال
کرتا ہے یہ مالا مال

تیار کردہ: پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور۔

منظور کردہ: قومی ریویو کمیٹی، وفاقی وزارتِ تعلیم حکومتِ پاکستان۔

قومی ترانہ

پاک سرزمین شاد باد کشورِ حسین شاد باد
تُو نشانِ عزمِ عالی شان ارضِ پاکستان
مرکزِ یقین، شاد باد

پاک سرزمین کا نظام قوتِ اُخوتِ عوام
قوم، مُلک، سلطنت پائندہ تابندہ باد
شاد باد منزلِ مُراد

پرچمِ ستارہ و ہلال رہبرِ ترقی و کمال
ترجمانِ ماضی، شانِ حال جانِ استقبال
سایۂ خُدائے ذُوالجلال





سیریل نمبر
116490

تاریخ اشاعت	ایڈیشن	طباعت	تعداد	قیمت
مارچ 1988ء	دوم	اول	1,45,200	7.30